﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 13 | جمعۃ المبارک 02/جون 2006ء — 05/جمادی الاول 1427 ہجری قمری — 02/احسان 1385 ہجری شمسی | شمارہ 22

دُرود شریف گناہوں کو نابود کرتا ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر دُرود بھیجنا اس سے کہیں بڑھ کر گناہوں کو نابود کرتا ہے جتنا کہ ٹھنڈا پانی پیاس کو۔ اور آپ پر سلام بھیجنا گردنوں کو آزاد کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور آپ کی محبت اللہ کی راہ میں جان دینے یا جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

(تفسیر در منثور جلد 6صفحہ654)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مشرق بعید کے ممالک کے دورہ کی مختصر جھلکیاں

یہ بالکل غلط ہے کہ اسلام انتہا پسندی سکھاتا ہے

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی خوبصورت اور حسین تعلیم پیش کی ہے جو محبت، بھائی چارے اور امن کے پیغام پر مشتمل ہے۔ بڑی طاقتوں کے چھوٹے ممالک پر میزائل سے حملے کرنے اور لوگوں کو بیدردی اور ظلم سے مارنے سے امن قائم نہیں ہوگا۔ دنیا میں امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ انصاف سے کام لیا جائے۔ ہر ایک سے برابری کا سلوک ہو اور دوہرے معیار نہ ہوں۔

(کینبرا میں استقبالیہ تقریب میں خطاب)

کینبرا میں نیشنل میوزیم کی سیر، استقبالیہ تقریب میں شمولیت اور خطاب، مختلف ممالک کے سفراء اور دیگر اہم شخصیات کی اس تقریب میں شمولیت۔ کینبرا ٹائمز میں حضور انور کے خطاب کی کوریج۔ نیلے پہاڑوں کی سیر، تقریب آمین، سڈنی میں خلافت جوبلی ہال کا سنگ بنیاد، برسبین جماعت کا وزٹ۔ بیت المسرور کا افتتاح اور فیملی ملاقاتیں۔ ایڈیلیڈ میں جماعت کے سنٹر کا وزٹ، احباب جماعت سے ملاقاتیں اور آمین کی تقریب، اوپرا ہاوس، سڈنی ہاربر برج اور رائل بوٹینک گارڈن کی سیر۔ جماعتی لائبریری کا معائنہ اور شعبہ اشاعت کے لئے اہم ہدایات۔ آسٹریلیا سے فجی کے لئے روانگی۔

(سڈنی میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ :عبدالماجد طاھر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

19/اپریل 2006ء بروز بدھ:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الھدیٰ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

کینبرا کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق ملک کے دارالحکومت کینبرا (Canberra) کے لئے روانگی تھی۔ صبح نو بجے حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروائی۔ احباب جماعت مرد وخواتین اور بچوں نے اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے حضور انور کو الوداع کہا اور بذریعہ کار کینبرا کے لئے روانگی ہوئی۔ سڈنی سے کینبرا کا فاصلہ 280 کلومیٹر ہے۔ کینبرا کا شہر ''آسٹریلوی مرکزی علاقہ'' Australian Capital Territory کی حدود میں واقع ہے۔ دراصل یہ علاقہ نیوساؤتھ ویلز ہی کا حصہ تھا اس لئے یہ چاروں طرف سے اسی سٹیٹ کے اندر گھرا ہوا ہے۔ بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) یہاں سے 150 کلومیٹر دور ہے اور یہ شہر سطح سمندر سے 571 میٹر بلند ہے۔ ملک کے اس دارالحکومت کی آبادی تین لاکھ بیس ہزار ہے۔ اس علاقہ میں باہر سے آنے والے آباد کاروں سے پہلے ایبورجنی (Aborigini) قبیلہ (Ngunnawal) کے لوگ آباد تھے اور ان کی زبان میں Kamberra لفظ کے معنی'' ملنے کے مقام'' کے ہوتے ہیں۔ اس لئے کینبرا کا نام غالباً اسی لفظ سے اخذ کیا گیا ہے۔

کینبرا کے سفر کے دوران راستہ میں Goulburn کے مقام سے 50 کلومیٹر کے فاصلہ پر کچھ دیر کے لئے رکے۔ اس کے بعد سفر آگے جاری رہا۔ ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل "Saville Park Suites" پہنچے جہاں کینبرا جماعت کے صدر ڈاکٹر لطیف صاحب نے احباب جماعت کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ مقامی جماعت نے کینبرا میں حضور انور کے مختصر قیام کے لئے انتظام اسی ہوٹل میں کیا تھا۔ ایک بجکر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی ہوٹل کے ایک ہال میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نیشنل میوزیم کی سیر

اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے نیشنل میوزیم کے وزٹ اور وہاں ایک استقبالیہ (Reception) میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔

دو بجکر چالیس منٹ پر حضور انور نیشنل میوزیم پہنچے۔ جہاں میوزیم کے ڈائریکٹر Craddock Morton نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس موقعہ پر Canberra Times کا فوٹو گرافر اور رپورٹر بھی موجود تھا۔

آسٹریلیا کے اس نیشنل میوزیم میں براعظم آسٹریلیا کا تعارف اور قدیم تاریخ، اس براعظم کے اصل باشندوں ابیورجینز (Aborigines) کی تاریخ اور ان کا رہن سہن، کلچر اور مختلف پرانی اشیاء، آلات وغیرہ محفوظ کئے گئے ہیں۔

میوزیم پہنچنے کے بعد "Canberra Times" کے رپورٹر نے حضور انور کا انٹرویو لیا اور مختلف سوالات کئے جن کے جوابات حضور انور نے دیئے۔

اس کے بعد میوزیم کے Tour Guide نے حضور انور کو میوزیم کے مختلف حصے دکھائے۔ سب سے پہلے Tasmanian Tiger کے بارہ میں بتایا۔ شیروں کی یہ نسل اب ختم ہوچکی ہے۔ آخری تسمانین ٹائیگر 1930 میں ہلاک کیا گیا جس کی کھال اس میوزیم میں موجود ہے۔

اس میوزیم میں وہ گندم بھی محفوظ کی گئی ہے جو اس سرزمین پر سب سے پہلے بیرونی ممالک سے بذریعہ بحری جہاز پہنچی تھی۔ حضور انور نے میوزیم کا یہ حصہ بھی دیکھا اور آسٹریلیا کے قدیم باشندوں Aborigines کے تاریخ، ان کے حالات زندگی ان کا رہن سہن، ان کا معاشرہ، ماحول اور ان کے کام کاج اور روایات پر مشتمل حصہ بھی دیکھا۔ آسٹریلیا کی یہ قدیم قوم پتھروں کی مختلف اقسام کے بنائے ہوئے آلات استعمال کرتی تھی۔ حضور انور نے گائیڈ سے دریافت فرمایا کہ کیا پتھر بطور Spearheads بھی استعمال ہوتے تھے۔ جس پر گائیڈ نے بتایا کہ دیگر مختلف استعمالات کے علاوہ بطور Spearheads بھی استعمال کرتے تھے۔

حضور انور میوزیم کے اس وزٹ کے دوران گائیڈ سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔ تین بجکر پندرہ منٹ پر میوزیم کا یہ وزٹ مکمل ہوا۔ اس کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے میوزیم کے ایک لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

استقبالیہ تقریب

جماعت نے اسی میوزیم کے ایک ہال "Friends Lounge" میں جو کانفرنسز اور مختلف فنکشن کے لئے استعمال ہوتا ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ایک تقریب (Reception) کا اہتمام کیا تھا۔

اس تقریب میں کینبرا (Canberra) سے بہت سی اہم شخصیات نے شرکت کی۔

1. Mr. John Lepi, High Commissioner Kenya.
2. Mr. Ashraf-ud-Doula, High Commissioner Bangladesh.
3. Mr. Lajos Fodor, Ambassador Hungary.
4. Mr. Anthony L.K. Mongalo, High Commissioner South Africa.
5. Mr. Lars A. Wensell, Ambassador Norway.
6. Mr. Kazuho Kawamata Minister-Counsellor Embassy of Japan.
7. Dr. Jose Alzina, Deputy High Commissioner for Spain.
8. High Commissioner Ghana
9. Ambassador France
10. Susan E. Andrews, Embassy of USA.
11. Mr. Sharifuddin, Malaysian High Commission.
12. Mr. Gong Bao, First Secretary Chinese Embassy.
13. Mr. Alain-Denis, Deputy Head Embassy of Switzerland.
14. Mr. John Wasi, Charged Affaires Solomon Islands.
15. Mr. Gary Humphries, Senator for Canberra.
16. Mr. Bernard Collaery, Act Human Rights Lawyer.
17. Bishop Patrick Power, Catholic Church.
18. Bishop Geroge Browning, Anglican Church.
19. Arch Bishop Francis Carroll, Catholic Church.
20. Director National Gallery of Australia.
21. Leder of Opposition Act.
22. Mr. Bob McMullan, Member Parliment.
23. Director National Multicultural Festival.
24. Professor James Haire, Australian Centre for Christianity & Culture.
25. Mr. Mott Minogue, Attorney General's Department.
26. Dr. Thu Nguyen-Hoen, Department of Immigration.
27. Mr. Andrew Robb, Parlimentary Secretary to Minister for Immigration.
28. Mrs. Evisaki, Counsellor Fijian High Commission.
29. Mrs. Hildegard Dunkl, Cultural Attache German Embassy.
30. Mr. Frank Pangallo, Mayor Queanbeyan City Council.

اوران کے علاوہ بعض دیگر شخصیات بھی شامل ہوئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تین بجکر پچاس منٹ پر "Friends Lounge" میں تشریف لائے۔ حضور انور کی آمد سے قبل تمام مہمان اپنی نشستوں پر موجود تھے۔ پہلی Row میں بیٹھے ہوئے مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ ان شرف مصافحہ حاصل کرنے والوں میں غانا کے ہائی کمشنر بھی تھے۔ حضور انور نے ان سے اپنے غانا میں قیام کے حوالہ سے گفتگو فرمائی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ لیکن اس سے قبل میوزیم کے ڈائریکٹر Mr. Craddock Morton نے اس تقریب کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ نیشنل میوزیم میں اس ملک سے بھی بہت سے لوگ اور باہر کے ممالک سے بھی سیاح آتے رہتے ہیں اور مختلف ممالک سے مہمان بھی یہاں آتے ہیں۔ آج کا دن ہمارے لئے ایک اہم دن ہے کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ہم حضور کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

تلاوت قرآن کریم مکرم موسیٰ مصران صاحب نے کی۔ جس کے بعد مکرم محمود احمد شاہد صاحب امیر و مبلغ انچارج آسٹریلیا نے جماعت کا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مختصر تعارف پیش کیا۔

حضور کا خطاب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنے والے مہمانوں سے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے تمام حاضرین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ حضور انور نے فرمایا: مَیں آپ کو قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ سوسائٹی میں کس طرح امن اور بھائی چارہ کو قائم رکھا جاسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس دنیا میں یہ مشہور ہے کہ اسلام انتہا پسندی کو Produce کرتا ہے۔ اسلام پر یہ ایک بہتان ہے جو بالکل غلط ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں قرآن کریم سے چند آیات پیش کروں گا جو ان تمام باتوں کا حل پیش کرتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا اسلام کے بانی آنحضرت ﷺ کی ذات پر تو حملہ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی غلط باتیں کرتے ہیں لیکن ان پر کوئی حملہ اور اعتراض نہیں ہوتا۔ بڑی طاقتیں چھوٹی طاقتوں پر حملے کرتی ہیں۔ ان پر ظلم وستم کرتی ہیں اور تباہ و برباد کرتی ہیں۔ ان پر میزائل سے حملے کرتی ہیں۔ لیکن ان پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔

حضور انور نے فرمایا جب اسلام کی حسین اور خوبصورت تعلیم کو غلط طریقے سے پیش کیا جاتا ہے تو دنیا محسوس کرتی ہے کہ کوئی ایسا ہو جو اسلام کا حسین چہرہ دکھائے اور اسلام کی حسین تعلیم کو پیش کرے۔ آج جماعت احمدیہ کے بانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی خوبصورت اور حسین تعلیم پیش کی ہے جو کہ محبت، بھائی چارے اور امن کے پیغام پر مشتمل ہے۔ یہی پیغام آج جماعت احمدیہ ساری دنیا میں پہنچا رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں آپ کو پندرہ سو سال پہلے کی طرف لے جاتا ہوں جب آنحضرت ﷺ کے زمانے میں سخت مصائب، تکالیف اور مشکلات تھیں۔ آپ کے ماننے والوں میں سے کسی کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا گیا تو کسی کو سخت دھوپ میں تپتی ہوئی گرم ریت پر لٹا کر اس کے جسم پر بھاری پتھر رکھے گئے۔ عورتوں کو جسم کے نازک حصوں میں نیزے مار کر شہید کیا گیا۔ خود آنحضرت ﷺ جب تبلیغ کرتے تو آپؐ پر پتھر پھینکے جاتے اور آپ پر مخالفین نے اونٹ کی اوجڑی بھی ڈالی جبکہ آپ اپنے رب کی عبادت کر رہے تھے۔

آنحضرت ﷺ اور آپ کے ماننے والوں پر اتنا ظلم کیا گیا کہ آپ کو مکہ سے مدینہ ہجرت کرنا پڑی۔ مدینہ میں وہاں کے لوگ آپ پر ایمان لے آئے۔ لیکن مکہ کے لوگوں کو یہ منظور نہ تھا کہ مدینہ میں بھی آپ کامیابیاں حاصل کریں۔ چنانچہ انہوں نے مدینہ پر کئی حملے کئے تاکہ مسلمانوں کو ختم کیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا: مخالفین کی طرف سے یہ تاثر پیدا کیا گیا کہ تلوار کے زور پر اسلام پھیلا۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے اس تاثر کو رد فرمایا اور یہ تعلیم دی کہ ”تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو۔ نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے“۔

حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں کو تو یہ کہا گیا ہے کہ اگرچہ تمہیں تکلیفیں دی گئی ہیں یا حج نہیں کرنے دیا جاتا۔ ان تمام باتوں کے باوجود تم اپنے دشمنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کی مدد سے ہاتھ نہ کھینچو۔

جہاد کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس کی بہت سی شرائط ہیں۔ جب لڑائی بند ہو جائے تو دشمنوں کے خلاف اس وقت تک لڑائی نہ کرو اور ان پر کوئی حملہ نہ کرو جب تک کہ وہ خود لڑائی نہ کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس بارہ میں اسلامی تعلیم یہ ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہے کہ ”اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا“۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام کے مطابق ہر انسان جو چاہے اپنا عقیدہ رکھ سکتا ہے اس پر کسی قسم کا کوئی جبر نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت تک دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا جب تک کہ انصاف نہ ہو۔ پس ہمیشہ انصاف کرو۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انصاف کرنے کے بارہ میں جو تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ ”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے“۔

حضور انور نے فرمایا کہ انصاف رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک کے ساتھ برابری کا سلوک ہو اور دوہرے معیار نہ ہوں۔

حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی زندگی سے انصاف کے نمونے اور مثالیں پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جب آنحضرت ﷺ مدینہ گئے تو مدینہ کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ لیکن مدینہ میں یہودی بھی بہت تھے اور بہت سے غیر مسلم تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سب کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جو میثاق مدینہ کے نام سے معروف ہے، جس کے مطابق ہر ایک کو اپنے اپنے عقیدہ اور مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔ ہر جھگڑے کا فیصلہ آنحضرت ﷺ کے پاس جائے گا۔ ان کے عقیدہ اور مذہب کی تعلیم کے مطابق اس کا فیصلہ ہوگا۔ اگر یہودیوں کے خلاف جنگ ہوگی تو مسلمان مدینہ میں رہتے ہوئے ان کی مدد کریں گے۔ گرجا گھروں اور دیگر معابد اور عبادتگاہوں کی حفاظت کی جائے گی۔ کسی غیر مسلم کو مسلمان سے شادی کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اگر کوئی تلوار نہیں اٹھائے گا تو اس کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی جائے گی اور اگر کوئی مسلمان ان باتوں کو مدنظر نہیں رکھے گا تو اس کی ذمہ داری میری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن سب کو معاف کر دیا اور کسی مخالف اور دشمن سے کوئی مواخذہ نہیں کیا۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی نبی کریم ﷺ کے بارہ میں یہ الزام لگائے کہ آپؐ کی طرف سے ظلم، زیادتی اور ناانصافی ہوئی ہے تو بہت بڑا ظلم اور ناانصافی ہے۔ حضور انور نے فرمایا جو باتیں میں نے کہی ہیں ان کو انصاف سے دیکھیں اور پھر دیکھیں کہ کیا یہ الزام ٹھیک ہے۔

حضور انور نے فرمایا آج جو بڑی طاقتیں چھوٹے ممالک پر حملے کر رہی ہیں میزائل پھینک رہی ہیں۔ کیا یہ میزائل محبت پیدا کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں اور لوگوں کو اس بے دردی سے اور ظلم سے مارنا کیا اس سے امن قائم ہوگا اور دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ بڑی طاقتوں کی طرف سے یہ ظلم وستم آپ کو تیسری عالمی جنگ کی طرف لے جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا ہم دعا کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس دنیا کو بچائے اور امن قائم رہے اور سب امن اور بھائی چارے سے اس دنیا میں رہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چار بجکر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے Hon. Andrew Robb Parliamentary Secretary to Minister for Immigration & Multicultural Affairs اور ڈائریکٹر آف میوزیم Mr. Craddock Morton کو شیلڈز عطا فرمائیں۔ ڈائریکٹر آف میوزیم نے حضور انور کو میوزیم کی طرف سے شکار کرنے کے لئے ایک روایتی ہتھیار Boomerang پیش کیا۔

اس تقریب کے آخر پر مہمانوں کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت باری باری تمام مہمانوں سے ملے اور ان سے گفتگو فرمائی۔ آنے والے مہمانوں نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ تصاویر ساتھ ساتھ بنائی جارہی تھیں۔

حضور انور نے Catholic Church اور Anglican Church سے آنے والے پادریوں کے ساتھ کچھ دیر کے لئے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔

سہ پہر پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس تقریب کے بعد نیشنل میوزیم کینبرا سے واپس سڈنی کے لئے روانہ ہوئے اور 280 کلومیٹر کے اس سفر میں راستہ میں ایک جگہ کچھ دیر کے لئے رک کر آٹھ بجکر بیس منٹ پر مسجد بیت الھدیٰ سڈنی پہنچے جہاں احباب جماعت حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

آٹھ بجکر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الھدیٰ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

اخبار میں کوریج

نیشنل اخبار "The Canberra Times" نے اپنی 20/اپریل 2006ء کی اشاعت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک بڑی تصویر کے ساتھ اس تقریب میں حضور انور کے خطاب کے بعض حصے شائع کئے اور حضور انور کا تعارف بھی شائع کیا۔

اخبار نے لکھا:۔

”دو کروڑ سے زائد احمدیہ جماعت کے رہنما حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے کینبرا (Canberra) کے مقام پر فرمایا کہ دہشت گردی کلیتہً اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت سے نیشنل میوزیم آف آسٹریلیا میں مذہبی اور دیگر تنظیموں کے رہنماؤں کو اسلام کے امن پسند محرکات کے بارہ میں بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام کے نام پر دہشت گردی چند عناصر کا عمل تھا جو دراصل اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔

انہوں نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے کہ اسلام انتہاء پسندی سکھاتا ہے۔ ایسی سب باتیں صرف اسلام کی طرف کیوں مخصوص کی جاتی ہیں۔ جبکہ دوسرے مذاہب اور عقائد کے لوگ بھی ایسے ہی عمل کرتے ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ قرآن کریم نے جہاد کے بارہ میں بتایا اور یہ صرف اپنے دفاع کے لئے تھا۔

’نکالو ان کو وہاں سے جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا‘۔ قرآن کریم کا یہ حکم ایک حکومت کے لئے مخصوص تھا اور کوئی دوسرا گروہ اس کو ہرگز استعمال نہ کرے۔

انہوں نے فرمایا کہ قرآن کریم لوگوں کو ان کے اپنی پسند کے عقیدہ، جو ان کے ضمیر کی آواز ہے کو اختیار کرنے کا حق دیتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ اگر انصاف اور حق کے تقاضے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

تقریر برموقع جلسہ سالانہ قادیان 2005ء

ظہور مسیح و مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام

(قرآن و احادیث کی پیشگوئیوں کی روشنی میں)

(مبشر احمد کاہلوں۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد مقامی
و مفتی سلسلہ احمدیہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (سورة الجمعة: 4,3)

کہ وہ خدا ہی ہے جس نے اُمّیوں (یعنی عربوں) میں انہیں میں سے اپنا رسول (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہ تھے اور اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ ان امیوں (یعنی عربوں) کے علاوہ ایک اور قوم پر بھی اللہ کی آیتیں پڑھیں گے انہیں پاک کریں گے انہیں کتاب اور حکمت سکھائیں گے جو انہیں میں سے ہو جائیں گے اور انہیں کے کمالات پیدا کر لیں گے مگر ابھی تک وہ ان سے ملے نہیں اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔

اس آیت میں آخَرِيْنَ مِنْهُمْ کا لفظ مفعول بہ واقع ہوا ہے اور اس کا فاعل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود ہے۔ اس طرح اس آیت میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ایک اور قوم کی بھی تربیت کریں گے اور انہیں کتاب وحکمت سکھائیں گے۔ اس آیت کے نزول پر صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ تو آپ نے حضرت سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰٓؤُلَاءِ (بخاری کتاب التفسیر سورة الجمعة باب قوله وآخرين منهم لما يلحقوا بهم) کہ اگر کسی زمانے میں ایمان ثریا ستارے پر جا پہنچا تو اس قوم میں سے ایک فرد ہوگا جو اسے وہاں سے بھی لے آئے گا۔ راوی کہتا ہے کہ یا آپ نے فرمایا کہ اس قوم میں سے ایسے افراد ہوں گے جو ایمان کو ثریا ستارے سے بھی حاصل کر لیں گے۔

اس حدیث نبوی میں یہ بتایا گیا ہے کہ آخرین کے لفظ میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ عرب نہیں ہوں گے بلکہ غیر عرب عجمی قوم کے افراد ہوں گے اور ایمان کے ثریا ستارے پر جانے کا ذکر کر کے یہ سمجھا دیا کہ وہ اس زمانے میں ہوں گے جس میں ایمان زمین سے پرواز کر چکا ہو گا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ زمانہ خلفائے راشدین، تابعین یا تبع تابعین کا زمانہ نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ نے امت کی پہلی تین صدیوں کو امت کا بہترین زمانہ قرار دیا ہے۔ (بخاری کتاب الرقاق باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها)

آنحضرت ﷺ تو 63 سال کی عمر میں وفات پا کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، جنت میں آپ کا بسیرا ہے اور کوئی جنتی جنت سے نکل کر دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا۔ (سورة الحجر:49) اس لئے خیر القرون کا زمانہ گزرنے کے بعد گمراہی اور بے دینی کے زمانے میں آپ خود تو جنت سے نکل کر دنیا میں دوبارہ آ کر غیر عرب قوم کی تعلیم وتربیت کا فریضہ سرانجام نہیں دے سکتے۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امت پر گمراہی کے زمانے میں ایک ایسا وجود آئے گا جو آپ کا بروز یعنی آپ کی صفات کا عکس بن کر آئے گا، اس کا آنا آپ کا آنا اور اس کا غیر عرب قوم میں مبعوث ہونا آپ کا مبعوث ہونا قرار پائے گا۔ احادیث نبویہ میں اس آنے والے بروز محمدؐ کو مسیح اور امام مہدی کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

یہاں پر یہ عرض کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ افراد امت کا ایک طبقہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ آخری زمانے میں مسیح اور مہدی کے نام سے دو علیحدہ علیحدہ وجود آئیں گے جو دونوں مل کر خدمت دین اور اصلاح امت کی خدمت سرانجام دیں گے۔ یہ خیال درست نہیں۔ چنانچہ احادیث نبویہ میں اس وقت زمانہ نبوی کے قریب ترین کتاب ہمام بن منبہ کا صحیفہ ہے اس میں آخری زمانہ کی بابت ان پیشگوئیوں کا بیان نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد زمانہ نبوی کے قریب ترین حدیث کی کتاب حضرت امام مالک کی مؤطا ہے اس میں آخری زمانے کی بابت پیشگوئیوں کا بیان تو ہے مگر صرف نزول مسیح کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ مسیح کے ساتھ مہدی کے نام سے آنے والے کسی علیحدہ وجود کے آنے کا ذکر موجود نہیں۔ ان دونوں کتابوں کے بعد اپنی سند اور ثقاہت کے اعتبار سے صحاح ستہ کا مقام ہے۔ صحاح ستہ میں سے بھی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا مرتبہ دیگر کتب سے بڑھ کر ہے۔

صحیحین میں نزول مسیح کا ذکر موجود ہے مگر مسیح کے ساتھ مہدی کے نام سے آنے والے کسی اور فرد کا تذکرہ موجود نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس یہ لکھا ہے کہ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسی ابن مریم) کہ اے مسلمانو تمہاری کتنی خطرناک حالت ہوگی جب تم میں ابن مریم آئے گا اور وہ تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔

اسی طرح فرمایا: كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ (مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسی بن مریم حاکما بشریعة نبینا محمد ﷺ) کہ تمہاری حالت کتنی خطرناک ہوگی جب ابن مریم تم میں آئیگا اور وہی تمہاری امامت کرے گا اور تم میں سے ہوگا۔

صحیح مسلم میں اس حدیث کے بعد لکھا ہے قَالَ ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ تَدْرِيْ مَا اَمَّكُمْ مِنْكُمْ؟ قُلْتُ تُخْبِرُنِيْ قَالَ فَاَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ ﷺ۔ راوی کہتا ہے کہ ابن ابی ذئب نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا آپ ہی بتائیں۔ انہوں نے کہا کہ مسیح تمہارے ربّ کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق امامت کریں گے۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا: يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَلْقٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا (مسند احمد بن حنبل جلد2 صفحہ:411) یعنی تم میں سے جو زندہ رہے گا قریب ہے کہ وہ عیسی ابن مریم سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ امام مہدی ہو۔

حضرت رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں جو شخص قیامت کو اس طرح معلوم کرنا چاہے جس طرح آنکھوں دیکھی چیز تو اسے سورة التکویر، سورة الانفطار اور سورة الانشقاق پڑھنی چاہئیں۔ (ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة اذا الشمس كورت) نیز شیعہ تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ قیامت کا دن دیکھے یعنی قیامت کے حالات کا مشاہدہ کرے وہ سورة تکویر پڑھے۔ تفسیر مجمع البیان زیر تفسیر سورة كُوِّرَتْ) اس حدیث میں قیامت سے مراد وہ قیامت کبریٰ نہیں ہے جو دنیا کے فنا ہونے کے بعد آئے گی بلکہ اس حدیث کے لفظ قیامت سے مراد مسیح ومہدی کے ظہور کا زمانہ ہے جسے استعارةً قیامت قرار دیا گیا ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ ان سورتوں میں بیان ہونے والی پیشگوئیاں اس آخری زمانے میں پوری ہو چکی ہیں۔ ان پیشگوئیوں نے پورا ہو کر اس بات کی گواہی دے دی ہے کہ یہ آیات قیامت کبریٰ کے حالات بیان نہیں کر رہیں بلکہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے مسیح و مہدی کے زمانہ کی علامات بیان کر رہی ہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے سورة التکویر میں بیان ہونے والی پیشگوئی ﴿وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾ (التکویر:5) کی ہم معنی ایک پیشگوئی ظہور مسیح کے زمانہ کی ایک علامت کے طور پر ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے: وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا (مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسی بن مریم حاکما بشریعة نبینا محمد ﷺ) کہ مسیح کے زمانے میں اونٹنیوں کا تیز رفتاری کے لئے استعمال چھوڑ دیا جائے گا۔

آپؐ نے یہ پیشگوئی فرما کر ہمیں یہ سمجھا دیا کہ سورة التکویر میں بیان ہونے والی پیشگوئیاں ظہور مسیح کے زمانہ کی بابت بیان ہوئی ہیں۔

اس تمہیدی گزارش کے بعد اب میں سورة التکویر سے وہ آیات دوستوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

فرمایا ﴿وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ (التکویر:2) کہ سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ یہ فقرہ بتا رہا ہے کہ یہ قیامت کبریٰ کی بات نہیں ہو رہی کیونکہ قیامت کبریٰ کے دن تو ساری کائنات سمیت سورج بھی فنا ہو جائے گا۔ پس یہاں سورج سے مراد حضرت رسول پاک ﷺ کا وجود ہے جنہیں قرآن نے روحانی طور پر سورج قرار دیا ہے اور اس آیت میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کو لپیٹ کر رکھ دیا جائے گا اور خود تراشیدہ نئے نئے نظریات اور بدعات کا دنیا میں پرچار کیا جائے گا۔

پھر فرمایا ﴿وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ﴾ (التکویر:3) کہ جب ستارے دھندلے ہو جائیں گے۔ قیامت کبریٰ کے دن تو ستاروں کا وجود ہی نہیں رہے گا تو وہ دھندلے کیسے ہوں گے۔ یہ دھندلے ہونے کا لفظ اشارہ کرتا ہے کہ اس میں آخری زمانہ یعنی ظہور مسیح کے زمانہ کی خبر دی گئی ہے اور جس طرح سورج سے مراد حضرت رسول پاک ﷺ کا وجود ہے اس نسبت سے ستاروں سے مراد علمائے دین ہیں اور اس میں یہ خبر دی گئی ہے کہ جس زمانے میں مسیح اور مہدی کا ظہور ہوگا اس زمانے میں علمائے دین میں تقویٰ اور روحانیت نہیں رہے گی چنانچہ ایک حدیث نبوی ﷺ میں بھی اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے، حضرت رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں:۔

"لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت کے لحاظ سے ویران ہوں گی۔ ایسے لوگوں کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے، انہیں میں سے فتنے نکلیں گے اور پھر لوٹ کر انہیں میں واپس چلے جایا کریں گے۔

(مشکوة کتاب العلم الفصل الثالث)

پھر فرمایا ﴿وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ﴾ (التکویر:4) جب پہاڑ چلائے جائیں گے یعنی سڑکیں اور دیگر ضروریات کی خاطر بارود کے ذریعہ پہاڑوں کو وہاں سے اڑا دیا جائیگا اور ان کے پتھروں کو کام میں لانے کیلئے دور دور تک منتقل کر دیا جائیگا۔

پھر فرمایا ﴿وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾ (التکویر:5) اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی یہ فقرہ بھی بتا رہا ہے کہ یہ قیامت کبریٰ کے واقعات کا تذکرہ نہیں ہے کیونکہ حمل اور ولادت یہ اس دنیا کے معاملات ہیں نہ کہ دنیا کے فنا ہونے کے بعد قیامت کبریٰ کے۔ دوسرے قیامت کبریٰ کا دن تو وہ ہے جب انسان اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اور بیوی بچوں کو بھی چھوڑ دے گا (سورة عبس 35 تا 37) جب اتنے عزیز رشتہ داروں کو انسان چھوڑ دے گا تو وہاں اونٹنی کے چھوڑنے کا تذکرہ تو بے محل ہے۔

حضرت رسول پاک ﷺ نے مسیح کے زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا (مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسی بن مریم حاکما بشریعة نبینا محمد ﷺ) کہ مسیح کا زمانہ ایسا ہوگا جب اونٹنیوں کو فارغ چھوڑ دیا جائے گا اور ان سے بھاگ دوڑ اور تیز رفتاری کا کام نہیں لیا جائے گا۔ اس میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آئندہ ایسی سہولت والی تیز رفتار سواریاں ایجاد ہو جائیں گی جن کی موجودگی میں اونٹنیوں کی قدر وقیمت کم ہو جائیگی، چنانچہ آج دنیا میں اونٹنیوں کا استعمال متروک ہو گیا ہے، شاذ ونادر کے طور پر اونٹنیوں کا استعمال ہوتا ہے ورنہ صدیوں پیچھے اس ماحول کو ذہن میں لائیں کہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اور جس قوم کے سامنے کی گئی ان کے ہاں سب سے قیمتی جائیداد اونٹنی ہی تھی، وہ لوگ اس کا دودھ پیتے تھے، اس کا گوشت کھاتے تھے، اس پر سواری کرتے تھے، اس پر باربرداری کرتے تھے، پھر اسی کی اون سے خیمے اور کپڑے تیار کرتے تھے اور حاملہ اونٹنی کی قدر تو اور بھی بڑھ جاتی تھی۔

پھر فرمایا ﴿وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ﴾ (التکویر:6) کہ جب وحشی جانور اکٹھے کئے جائیں گے۔ قیامت کبریٰ کا دن تو فنا کا دن ہے نہ کہ وحشی جانوروں کو اکٹھا کرنے کا۔ پس اس میں یہ خبر دی گئی ہے کہ ظہور مسیح کے زمانے میں دنیا میں چڑیا گھر بنائے جائیں گے اور وحشی جانوروں کو وہاں پر رکھا جائیگا۔

پھر فرمایا ﴿وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ﴾ (التکویر: 07) کہ جب سمندر پھاڑے جائیں گے۔ قیامت کبریٰ کے دن تو زمین ہی نہیں ہوگی سمندر کہاں سے پھاڑے جائیں گے، پس یہ بھی مسیح کے زمانہ کی علامت

بیان ہورہی ہے۔عربی زبان میں بحار سمندر کو بھی کہتے ہیں اور دریا کو بھی۔اگر بحار کا ترجمہ سمندر کیا جائے تو اس میں نہر سویز اور نہر پانامہ کی پیشگوئی کی گئی ہے کہ ان نہروں کے ذریعہ سمندروں کو پھاڑ کر آپس میں ملادیا گیا ہے۔

چنانچہ نہر سویز کے ذریعہ بحیرہ قلزم کو بحیرہ روم سے اور نہر پانامہ کے ذریعہ بحرالکاہل اور بحر اوقیانوس کو باہم ملا دیا گیا ہے اور اگر بحار کا معنی دریا کیا جائے تو اس میں دنیا میں نہری نظام کے جاری ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہے کہ آب پاشی کی خاطر دریاؤں کو پھاڑ کر نہریں نکالی جائیں گی۔

پھر فرمایا﴿وَاِذَاالنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ (التکویر: 8) جب نفوس ملادیئے جائیں گے چنانچہ اس میں یہ بتایا گیا کہ مسیح کے زمانہ میں آمدروفت اور رسل ورسائل کے ذرائع ترقی پر ہوں گے اور مختلف قوموں اور علاقوں کے افراد کا آپس میں ملاپ اور رابطہ بڑھ جائیگا۔

پھر فرمایا﴿وَاِذَاالْمَوْءٗ دَةُ سُئِلَتْ۔بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾ (التکویر:9-10) جب زندہ گاڑی جانے والی لڑکی کے بارہ میں سوال کیا جائے گا کہ آخر کس گناہ کے بدلہ میں اس کو قتل کیا گیا۔اگر ان آیات میں قیامت کبریٰ کا ذکر مانا جائے تو اس دن تو اس سے بڑے بڑے گناہوں کے بارہ میں بھی باز پرس ہوگی خصوصاً شرک اور بت پرستی جو سب سے بڑا گناہ ہے۔بڑے بڑے گناہوں کو چھوڑ کر بیٹی کو زندہ دفن کرنے کے گناہ کا تذکرہ بے محل ہے۔پس اس میں خبر دی گئی ہے کہ جس زمانہ میں مسیح کا ظہور ہوگا اس زمانے میں بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا قانوناً جرم بن جائیگا اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس سے اس کی بابت باز پرس کی جائے گی اور اسے اس کی سزا دی جائیگی۔چنانچہ انگریزی حکومت نے 1872ء میں ایسا قانون جاری کیا۔

پھر فرمایا﴿وَاِذَاالصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾ (التکویر:11) اور جب کتابیں پھیلادی جائینگی۔اس میں نشرواشاعت کے وسائل کی ترقی کی پیشگوئی کی گئی ہے کہ مسیح کے زمانہ میں کتابوں ،رسالوں اور اخبارات کی اشاعت کثرت کے ساتھ ہوگی۔

پھر فرمایا﴿وَاِذَاالسَّمَآءُ کُشِطَتْ﴾ (التکویر: 11) کہ جب آسمان کی کھال اتاری جائے گی۔قیامت کبریٰ کے دن تو آسمان ہوگا ہی نہیں تو کھال کس کی اتاری جائیگی۔پس اس آیت میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ جس طرح کسی جانور کی کھال اتارنے کے نتیجے میں اس کے جسم کے اندرونی اعضاء نظر آنے لگ جاتے ہیں اسی طرح مسیح کے زمانہ میں Astronomy یعنی علم فلکیات بہت ترقی پر ہوگا۔

پھر فرمایا﴿وَاِذَاالْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ﴾ (التکویر:13) کہ جب جہنم بھڑکائی جائیگی اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس زمانہ میں مسیح کا ظہور ہوگا اس زمانہ میں دنیا میں گناہوں کی بہت کثرت ہوگی اور گناہ گار اپنے گناہوں میں بڑھتے چلے جانے کے نتیجے میں جہنم کو بھڑکاتے چلے جائیں گے۔

پھر فرمایا﴿وَاِذَاالْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ﴾(التکویر:14) جب جنت قریب کر دی جائیگی۔یعنی جب گناہوں کی کثرت ہوگی تو اس زمانہ میں تھوڑی نیکی کرنے والا بھی جنت کے قریب ہوجائے گا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ (مشکوة کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب و السنة الفصل الثانی) کہ جس نے میری امت کی خرابی کے زمانہ میں میری سنت کو پکڑے رکھا وہ سو شہیدوں کا اجر پائیگا۔

حضرات!ان تمام علامات نے اس دنیا میں پورا ہو کر اس بات کی گواہی دے دی کہ یہ کائنات کے فنا ہونے کے بعد قیامت کبریٰ کے حالات کا بیان نہیں تھا بلکہ اس دنیا میں آئندہ رونما ہونے والے حالات کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

پس یہ جو حدیث میں فرمایا گیا تھا کہ جو قیامت کے حالات یوں معلوم کرنا چاہتا ہے جیسے آنکھوں دیکھی بات تو وہ سورة التکویر پڑھ لے، اس سے یہی مراد تھی کہ سورة التکویر میں ظہور مسیح اور ظہور مہدی کے حالات بیان ہوئے ہیں۔
چنانچہ جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ۔وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ﴾ (التکویر:18-19) اور میں رات کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں جب وہ ختم ہو جائیگی اور صبح کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں جب وہ سانس لینے لگے گی اور روشن ہوگی۔

قیامت کبریٰ کے دن جب نظام شمسی کا وجود ہی نہیں ہوگا تو پھر رات کے آنے اور اس کے ختم ہونے اور صبح کے طلوع ہونے اور روشن ہونے کا کیا مطلب؟ پس اس میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ وہ زمانہ جس میں یہ علامات پوری ہوں گی وہ مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ ہوگا اور اس میں اسلام کے زوال اور اس کے انحطاط کی رات ختم ہو جائے گی اور غلبہ اسلام کی صبح طلوع ہوگی اور روشن سے روشن تر ہوتی چلی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سورة الانفطار میں فرماتا ہے: ﴿وَاِذَاالسَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾(الانفطار:2) کہ جب آسمان پھٹ جائے گا جس سے مراد یہ ہے کہ جس زمانہ میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اس زمانہ میں شرک اور عیسیٰ پرستی دنیا میں پھیل چکی ہوگی جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ زمین پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ کرے گا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عیسیٰ پرستی کی وجہ سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے۔ (سورة مریم:91) گویا اس مضمون کے مطابق سورة الانفطار میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں عیسیٰ پرستی کا دنیا میں غلبہ ہوگا جس کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے گا یعنی دنیا میں طرح طرح کے عذابوں کا سلسلہ جاری ہوگا۔چنانچہ طاعون،جنگوں اور زلزلوں کے ذریعہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

فرمایا:﴿وَاِذَاالْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ﴾ (الانفطار:3) یعنی جب ستارے جھڑ جائیں گے،اس سے یہ مراد ہے کہ حقیقی علمائے دین دنیا سے نابود ہوجائیں گے اور ہدایت دینے والے لوگ کم ہوجائیں گے۔

پھر فرمایا﴿وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ﴾(الانفطار:4) یعنی سمندر یا دریا پھاڑ دیئے جائینگے، یہ وہی مضمون ہے جو سورة التکویر کی آیت﴿ وَاِذَاالْبِحَارُ سُجِّرَتْ﴾ (التکویر:07) میں بیان ہوا ہے۔

پھر فرمایا﴿وَاِذَاالْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ﴾(الانفطار:5) یعنی جب قبریں اکھیڑ کر اِدھر اُدھر بکھیر دی جائیں گی۔اس آیت میں محکمہ آثار قدیمہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں مدفون بستیوں اور پرانے مقبروں کو اکھیڑ دیا جائے گا اور وہاں سے لاشیں نکال نکال کر مختلف عجائب گھروں میں رکھی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ سورة القیامة میں فرماتا ہے﴿یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ﴾(القیامة:7)۔انسان پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ فرمایا﴿ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ﴾ (القیامة:8) جب آنکھیں پتھرا جائیں گی یعنی اس زمانے میں بہت ہولناک عذاب آئیں گے﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ﴾ (القیامة:9) اور چاند کو گرہن لگے گا﴿وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾ (القیامة:10)۔اور سورج اور چاند دونوں کو جمع کر دیا جائیگا یعنی سورج گرہن ہوگا کیونکہ سورج اور چاند کے اکٹھے ہونے سے سورج کو گرہن لگتا ہے جیسے زمین اور چاند کے اکٹھے ہونے سے چاند کو گرہن لگتا ہے۔﴿یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ﴾(القیامة:11) اس وقت انسان کہے گا کہ اب میں بھاگ کر کہاں جاسکتا ہوں ﴿کَلَّا لَا وَزَرَ۔اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ﴾ (القیامة:12-13) سنو!آج عذاب سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں،اس دن تیرے رب کے پاس ہی ٹھکانہ ہوگا۔

ان آیات میں قیامت سے مراد کائنات کے فنا ہونے کے بعد آنے والی قیامت کبریٰ نہیں ہوسکتی کیونکہ قیامت کے دن نہ چاند ہوگا نہ سورج اور نہ ہی زمین ہوگی۔اس لئے اس دن گرہن بھی نہیں ہوسکتا۔اسی طرح قیامت کے دن عذاب سے بچنے کیلئے خدا کے پاس جانا انسان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ہاں دنیا میں خدا کی طرف رجوع کرنا انسان کو عذاب سے بچالیتا ہے۔

پس یہ امور بتا رہے ہیں کہ ان آیات میں یوم القیمة سے مراد آخری زمانہ میں مسیح اور مہدی کے ظہور کا زمانہ ہے کیونکہ چاند اور سورج کو گرہن ہونا اپنے اندر یہ مفہوم رکھتا ہے کہ نظام شمسی اپنے مدار میں اپنی مقررہ رفتار کے مطابق چل رہا ہو۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ چاند اور سورج کو گرہن کیسے لگتا ہے؟ جب گردش کرتے کرتے زمین، چاند اور سورج کے درمیان حائل ہو جائے جس کے نتیجہ میں سورج کی شعاعیں چاند پر نہ پڑیں اور چاند تاریک ہوجائے تو اسے چاند گرہن کہتے ہیں اور جب زمین یہ سفر طے کر کے چاند اور سورج کے درمیان نہ رہے تو چاند گرہن ختم ہوجاتا ہے۔اسی طرح جب سورج اور زمین کے درمیان چاند حائل ہوجائے اور زمین پر سورج کی شعاعیں نہ پہنچ سکیں تو اس حالت کو سورج گرہن کہتے ہیں اور پھر جب چاند سفر کرتے کرتے آگے گزر جائے تو سورج گرہن ختم ہوجاتا ہے۔

پس چاند اور سورج کے گرہن کا ہونا اور عذابوں سے بچنے کے لئے خدا کی طرف رجوع کرنا یہ امور اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ قیامت کبریٰ کے واقعات کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ قیامت صغریٰ یعنی مسیح موعود کے ظہور کے زمانہ کی علامات کا بیان ہورہا ہے کہ اس کے زمانہ میں ہولناک عذاب بھی آئیں گے اور چاند اور سورج کو گرہن بھی لگے گا۔

عام طور پر سال میں چاند کو چار مرتبہ گرہن لگ جاتا ہے۔ان آیات میں مسیح موعود کے زمانہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگنے کا بیان تو ہے مگر مہینے اور تاریخوں کو بیان نہیں کیا گیا۔اگر مہینے اور تاریخوں کا پتہ نہ چلے تو انسان پریشان ہو سکتا ہے اور اس پیشگوئی سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانے سے محروم رہ سکتا ہے۔لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ خدا خود یا اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ چاند اور سورج کے گرہن کی تفصیلات کا تذکرہ نہ کرتا۔جب ہم اس تفصیل کی تلاش میں حدیث کی کتابیں دیکھتے ہیں تو سنن دار قطنی میں درج اس پیشگوئی کی تفصیل ملتی ہے سنن دار قطنی کے مؤلف امام دارقطنی محدثین کے ہاں امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں، ان کے بارہ میں لکھا ہے کہ "حدیث،علل الحدیث اور اسماء الرجال کا علم آپ پر ختم تھا۔"(تذکرة الحفاظ)

سنن دار قطنی میں لکھا ہے کہ حضرت امام باقر جو امام زین العابدین کے بیٹے ،حضرت امام حسین علیہ السلام کے پوتے اور حضرت علیؓ وحضرت فاطمہؓ کے پڑپوتے ہیں وہ روایت کرتے ہیں:۔

اِنَّ لِمَهْدِیِّنَا آیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

(سنن دار قطنی کتاب الصلوٰة باب صفة صلاة الخسوف والکسوف وهیئتهما حدیث نمبر10)

اس حدیث کے علاوہ کتب احادیث میں ہمیں کوئی حدیث نہیں مل سکی جس میں مہدی کے زمانہ میں ہونے والے چاند گرہن اور سورج گرہن کی تفصیل بیان ہوئی ہو۔ اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے مہدی کی سچائی کے اظہار کیلئے دو نشان ظاہر ہوں گے۔

لفظ" ہمارے مہدی" اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ امّت میں مہدی ہونے کے کئی دعویدار پیدا ہوں گے مگر جو مہدی ہمارا نہیں ہوگا بلکہ مہدی ہونے کا جھوٹا دعویدار ہوگا اس کی خاطر یہ دو نشان ظاہر نہیں ہوں گے۔ بلکہ صرف سچے مہدی کی خاطر یہ دو نشان ظاہر ہوں گے اور یہ دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین وآسمان کی پیدائش ہوئی کسی کی سچائی کے اظہار کیلئے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔اور وہ دو نشان یہ ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی تیرھویں رمضان کو چاند گرہن ہوگا کیونکہ چاند کو ہمیشہ تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں رات میں سے کسی ایک رات کو گرہن لگا کرتا ہے اور سورج کو گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیس رمضان کو گرہن لگے گا کیونکہ سورج کو ہمیشہ قمری لحاظ سے ستائیسویں، اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخ میں ہی گرہن ہوا کرتا ہے۔ اور جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا کسی مہدی کے زمانے میں کسی مہدی کی سچائی کے اظہار کے لئے یہ دو نشان کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے جب مسیح ومہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ کی مخالفت کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔اس وقت قرآن وحدیث کی پیشگوئی کے مطابق 13 رمضان 1311ھ یعنی 21 مارچ 1894ء کو بدھ کے دن شام سات بجے سے نو بجے تک چاند گرہن رہا اور پھر اسی سال اسی رمضان کی اٹھائیس تاریخ کو یعنی 6 اپریل 1894ء کو جمعہ کے دن صبح نو بجے سے گیارہ بجے تک سورج کو گرہن رہا۔

چاند کو ہمیشہ رات کو گرہن لگا کرتا ہے،اگر آدھی رات کو یا رات کے آخری پہر میں چاند کو گرہن لگتا تو اکثریت اس نشان کو دیکھنے سے محروم رہ جاتی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے تقاضا کیا کہ شام سات بجے سے نو بجے تک چاند کو گرہن لگے تا دنیا کی اکثریت اس نشان کا مشاہدہ کر سکے۔اسی طرح سورج کو دن کے وقت گرہن لگا کرتا ہے اگر طلوع آفتاب کے چند منٹ بعد سورج کو گرہن لگ جاتا تو پھر بھی بہت سارے لوگ جو رات کو دیر سے سوتے اور پھر صبح دیر سے اٹھتے ہیں وہ اس نشان کو دیکھنے سے محروم رہ جاتے۔

زمین گول ہے، زمین کے مشرقی حصہ میں لگنے والا گرہن زمین کے مغربی حصہ میں دکھائی نہیں دیتا اسی طرح زمین کے مغربی حصہ میں لگنے والا گرہن زمین کے مشرق

باقی صفحہ نمبر16پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

پاکستان سے آنے والے احمدیوں کو ہر وقت یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ وہ یہاں اسلام اور احمدیت کے نمائندہ ہیں۔

اگر ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو سامنے رکھے کہ اس قوم تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہے تو یقیناً یہاں احمدیت کے پھیلنے کے امکانات ہیں۔

احمدی ہونے کے بعد دعاؤں سے بے رغبتی اور نمازوں سے لاپرواہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث نہیں بنا سکتی۔

اپنے نفس کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی بقا کے لئے نمازوں کے ساتھ مالی قربانی کرنے کا بھی حکم ہے

نمازیں بھی اور دوسری نیکیاں بھی تب ہی فائدہ دیتی ہیں جب وہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور اس کے تمام حکموں پر چلتے ہوئے کی جائیں۔

ڈاکٹر مجیب الرحمن پاشا صاحب شہید سانگھڑ اور صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

(سرزمین جاپان سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ کی پہلی بار ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشریات)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ مورخہ 12 رمئی 2006ء (12 رہجرت 1385 ہجری شمسی) بمقام ناگویا (جاپان)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جاپان کا جلسہ اس خطبہ کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ یہ خطبہ جمعہ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے براہ راست ایم ٹی اے کے ذریعہ سے تمام دنیا میں نشر ہو رہا ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اللہ تعالیٰ آج جماعت احمدیہ پر نازل فرما رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کی ہر دن چڑھنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی اس فعلی شہادت سے تصدیق ہوتی دیکھ رہے ہیں۔ لیکن صرف اسی بات پر ہی ہمیں خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ آج ہمیں دنیا میں اپنی تائیدات کے نظارے دکھا رہا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے کہ وہ اپنے بندے سے کئے گئے وعدے کو پورا فرما رہا ہے۔ لیکن روزانہ کے یہ فضل ہم پر بہت بڑی ذمہ داریاں ڈال رہے ہیں۔ آج ہر احمدی کو ان ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے۔ خاص طور پر آپ جو اس خطہ زمین میں رہ رہے ہیں جن سے میں آج براہ راست مخاطب ہوں۔ آپ لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لئے اپنے جائزے لینے ہوں گے کہ کس حد تک ہم ان ذمہ داریوں کو نبھا رہے ہیں، کس حد تک ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو خدا کا خالص بندہ بنانے والی ہو، کس حد تک ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کو جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حقیقی پیغام ہے اس علاقے کے لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 1902ء میں اس ملک میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی طرف توجہ پیدا ہوئی تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالبِ اسلام پیدا کر دے گا۔ پھر آپؑ نے اس ملک میں اسلام کی خوبیوں پر مشتمل لٹریچر شائع کر کے پھیلانے کی خواہش کا بھی اظہار فرمایا۔ پھر آپؑ نے ایک موقع پر فرمایا کہ جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے۔ تو اس ملک کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ خواہش اور ہدایت تھی۔

1935ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں مبلغ بھجوائے۔ اپنے وسائل کے لحاظ سے انہوں نے خوب کام کیا۔ 1959ء میں یہاں پہلے احمدی بھی ہوئے اور ماشاء اللہ خوب ایمان واخلاص میں ترقی بھی کی۔ پھر جنگ کی وجہ سے حالات بدلے، دوسری جنگ عظیم کی وجہ سے کچھ روکیں بھی پیدا ہوئیں، پھر اس جنگ کے نتیجہ کے طور پر اس ملک کو بہت بڑا نقصان بھی ہوا۔ لیکن اس بہت بڑے نقصان کے بعد اپنے آپ کو ایک باہمت قوم ثابت کرتے ہوئے اس قوم نے پھر اقتصادی لحاظ سے بہت زیادہ ترقی کی۔ لیکن دنیا کی دوسری قوموں کی طرح یہاں بھی اس ترقی کے ساتھ مادیت کی طرف زیادہ رجحان پیدا ہوا۔ تاہم اس کے باوجود آج بھی ان میں مذہب کے بارے میں احترام ہے اور اسلام کو سمجھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ بعض ملنے والوں نے مجھ سے اس بات کا اظہار کیا، جن میں پڑھے لکھے لوگ بھی تھے اور سیاستدان بھی، کہ ہم اسلام کو جانتے نہیں ہیں، ہمیں بتایا جائے کہ اسلام کیا چیز ہے۔ بہرحال اس ملک کی اقتصادی بہتری کی وجہ سے آپ جو احمدی میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں جن میں سے اکثریت پاکستانی احمدیوں کی ہے، آپ لوگوں کو یہاں آنے اور اس ملک میں کام یا کاروبار کرنے کا موقع ملا۔ چند ایک نے یہاں جاپانی عورتوں سے شادیاں بھی کیں۔ ایک دو جاپانی مردوں نے بھی پاکستانی عورتوں سے شادیاں کیں۔ اکثر جاپانی مرد اور عورتیں جو احمدی ہوئے وہ خود بھی اور ان کی اولادیں بھی ماشاء اللہ جماعت سے تعلق اور وفا رکھتے ہیں اور عہد بیعت پر پختگی سے قائم ہیں۔ بعضوں سے میری بات ہوئی تو ان میں جذباتی کیفیت طاری ہوگئی۔ گو کہ یہ جاپانی چند ایک ہی ہیں لیکن ان کی اولادیں انشاء اللہ تعالیٰ جب پھیلیں گی تو پھر مزید جڑیں مضبوط ہوں گی۔ تو جیسا کہ مَیں ذکر کر رہا تھا کہ اس ملک کی اقتصادی حالت بہتر ہونے کی وجہ سے آپ لوگ پاکستان سے آنے والے احمدی ہیں جن کے خاندانوں میں احمدیت ایک عرصے سے آئی ہوئی ہے اور بعض صحابہ کی اولاد میں سے بھی ہیں، ان کو ہر وقت یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ وہ یہاں اسلام اور احمدیت کا نمائندہ ہیں۔ شروع میں تو ایک آدھ یہاں مبلغ ہی تھے لیکن گزشتہ 20-25 سال میں غیر جاپانی احمدیوں کی تعداد بڑھنی شروع ہوئی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ تقریباً 200 کے قریب ہیں۔ اگر ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو سامنے رکھے کہ اس قوم تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہے تو یقیناً یہاں احمدیت کے پھیلنے کے امکانات ہیں کیونکہ ان میں سے بہت ساری سعید روحیں ہیں جو مذہب کی تلاش میں بھی ہیں۔

پس ہر احمدی کو چاہئے کہ صرف اس بات پر ہی انحصار نہ کریں کہ مبلغین یہ کام کریں گے بلکہ خود اپنے آپ کو اس کام میں ڈالیں لیکن تبلیغ کے کام میں ڈالنے سے پہلے خود اپنے جائزے لیں کہ کس حد تک خود اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ خود اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑیں، خود اپنی زندگیوں کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالیں، جنہوں نے یہاں کی عورتوں سے شادیاں کی ہوئی ہیں ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ان کے عزیزوں، رشتہ داروں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پیغام

پہنچائیں۔ آپ کے اپنے عملی نمونے ہی ہیں جو ان لوگوں کی توجہ آپ کی طرف کھینچنے کا باعث بنیں گے۔ اگر صرف دنیاداری ہی آپ کے سامنے رہی اور دنیاداری کی طرف ہی جھکے رہے تو پھر کس منہ سے آپ اسلام کی طرف بلانے والے بنیں گے۔ پس یہ عملی نمونے قائم کرنے کی کوشش کریں اور یہ تبدیلی آپ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے سب سے پہلا کام اس کے آگے جھکنا، اس کی عبادت کرنا اس کی طرف توجہ کرنا ہے، اور یہ تعلق جوڑنے کے لئے سب سے اہم بات جو آپ نے کرنی ہے اور جس کے کرنے کی کوشش کرنی چاہئے وہ اپنی عبادتوں کی طرف توجہ اور اپنی نمازوں کی حفاظت ہے اور اس کے بغیر ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑا جا سکے۔ یہی نمازوں کی حفاظت ہے جو آپ میں اور آپ کے بیوی بچوں میں اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کا باعث بنے گی۔ یہی ہے جو آپ کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی خوبیوں کو دوسروں تک پہنچانے اور اس کے بہترین پھل حاصل کرنے کا باعث بنے گی۔ اور یہی چیز ہے جس سے آپ کی دنیاوی ضروریات بھی خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق پوری فرمائے گا۔ پس اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور اس کے مقابلے پر ہر چیز کو ہیچ سمجھیں، اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہر چیز سے زیادہ تمہارے دل میں میری یاد کی اہمیت ہونی چاہئے اور یہ تبھی ہوسکتا ہے جب تم ہمیشہ میرے احسانوں کو یاد کرتے رہو، میرے شکر گزار بندے بنے رہو۔ اور جب اس طرح شکر گزار بنو گے تو پھر سمجھا جائے گا کہ تمہاری نمازیں، تمہاری عبادتیں، میری رضا حاصل کرنے کے لئے ہیں۔

اپنی عبادت کا حکم دیتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۔وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾ (طٰہٰ:15) یقیناً میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کر۔

پس یہ حکم بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور ذکر کرنے والوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ نماز قائم کرنے والے ہوں۔ نماز کو ان تمام لوازمات کے ساتھ ادا کرنے والے ہوں جو اس کا حق ہے اور جس کی تعلیم ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت قائم کرکے دی ہے کہ نماز باجماعت ادا کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں نمازیں ادا کرنی ہیں۔ یہی چیزیں ہیں جو دین و دنیا کی حسنات لانے کا باعث بنیں گی۔ یہاں آ کر یہ نہ سمجھیں کہ آپ کے کام اور اس ملک کی جو مصروف زندگی ہے مجھے اس کے ساتھ اپنے آپ کو چلانے کے لئے نمازوں کو آگے پیچھے کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے، اس کے بغیر گزارا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اللہ ہوں میری عبادت کرو۔ اور ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ معبود صرف مَیں ہی ہوں۔ یہ دنیاوی مصروفیات اور مادی چیزیں اور دنیاوی کام تمہارے معبود نہیں ہیں۔ یہ میری وجہ سے ہی ہے جو تمہیں سب کچھ مل رہا ہے کیونکہ میں رب بھی ہوں۔ فرماتا ہے ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا فَاعْبُدْہُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِہٖ۔ ھَلْ تَعْلَمُ لَہٗ سَمِیًّا﴾ (مریم:66) آسمانوں اور زمین کا وہ رب ہے اور اس کا بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ پس اس کی عبادت کر اور اس کی عبادت پر صبر سے قائم رہ۔ کیا تو اس کا کوئی ہم نام جانتا ہے۔

پس یاد رکھیں کہ رب اللہ تعالیٰ ہے جو تمام چیزوں کا مہیا کرنے والا ہے۔ ہر چیز کا وہ مالک ہے اور اسی سے ہمیں یہ نعمتیں مہیا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے کہ جس طرح دوسری مخلوق کو مہیا کرتا ہوں اسی طرح تمہیں بھی کرتا ہوں۔ پس صرف یہ نہ سمجھو کہ تمہارے زور بازو سے تمہیں یہ سب کچھ مہیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہارے کاروبار میں جو بظاہر بڑے اچھے اور مفید فیصلے ہیں ان میں بھی بے برکتی پیدا کرسکتا ہے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو کرسکتا ہے اس کے لئے بہت آسان ہے کہ جس طرح دوسرے کیڑوں مکوڑوں اور جانوروں کو رزق مہیا کرتا ہے تمہیں بھی رزق مہیا کردے۔ دنیا میں آج ہزاروں لاکھوں لوگ اپنے کاروبار میں دیوالیہ ہو رہے ہیں۔ اگر صرف ان کی عقل ہی کام کر رہی ہوتی تو یہ کاروبار کیوں دیوالیہ پن کا شکار ہو رہے ہوتے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا فضل مانگنا چاہئے۔ ایک احمدی کا کام یہ ہے کہ مستقل مزاجی سے اس کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے اس کی عبادت کرتا رہے، اس کے آگے جھکا رہے اس کے حکموں پر عمل کرتا رہے۔ اور عبادت کے لئے جس طرح کہ مَیں نے پہلے بھی آیت کے حوالے سے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عبادت اور ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ پس اپنی نمازوں کی حفاظت کرنا ہر احمدی کا کام ہے۔ اور یہ ہمارے ہی فائدے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نہ ہماری نمازوں کی ضرورت ہے اور نہ ہماری عبادتوں کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے ﴿قُلْ مَایَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَاؤُکُمْ﴾ (سورۃ الفرقان آیت :78) کہ ان سے کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے دعا نہ ہو۔ یعنی یہ تمہاری دعا اور استغفار تمہارے فائدے کے لئے ہیں۔ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔

پس ایک احمدی کے لئے اس طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ ورنہ احمدی ہونے کے بعد دعاؤں سے بے رغبتی اور نمازوں سے لاپرواہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث نہیں بنا سکتی۔ جلسہ پر آنے والوں کے لئے بھی اور ویسے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت دعائیں کی ہیں۔ ان سے اگر حصہ لینا ہے اور ان کا وارث بننا ہے تو ہمیں اپنی روحانی ترقی کی طرف بھی توجہ دینی ہوگی۔ احمدی ہونے کے بعد جب ہم پہلوں سے ملنے کی باتیں کرتے ہیں تو وہ نمونے بھی قائم کرنے کی کوشش کرنی ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے قائم کئے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ صحابہ نماز کے علاوہ کسی عمل کو بھی ترک کرنا کفر نہ سمجھتے تھے۔ یعنی نماز چھوڑنا ان کے نزدیک کفر کے برابر تھا۔ پس یہ معیار ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادت الٰہی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کرکے بیکار کر لیتا ہے‘‘۔ یعنی فطرت جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اس کو دنیاداری کے دھندوں میں ڈال دیتا ہے، دوسری مصروفیات میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ دوسری چیزیں اس کے لئے زیادہ فوقیت رکھتی ہیں۔ فرمایا: ’’بیرونی تعلقات سے تبدیل کرکے بیکار کر لیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ ﴿قُلْ مَایَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَاؤُکُمْ﴾ (سورۃ الفرقان آیت :78)۔

فرمایا کہ مَیں نے ایک بار پہلے بھی بیان کیا تھا کہ مَیں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوں، شرقاً غرباً اس میں ایک بڑی نالی چلی گئی ہے۔ اس نالی پر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک قصاب جو ہر ایک بھیڑ پر مسلط ہے ہاتھ میں چھری ہے جو انہوں نے ان کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف منہ کیا ہوا ہے۔ میں ان کے پاس ٹہل رہا ہوں۔ میں نے یہ نظارہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ آسمانی حکم کے منتظر ہیں تو میں نے یہی آیت پڑھی ﴿قُلْ مَایَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَاؤُکُمْ﴾ (سورۃ الفرقان آیت :78) یہ سنتے ہی ان قصابوں نے فی الفور چھریاں چلادیں۔‘‘ یعنی ان بھیڑوں کی گردنوں پر پھیر دیں’’ اور یہ کہا کہ تم ہو کیا؟ آخر گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔ غرض خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پرواہ کرتا ہے اور اس کی بقا کو عزیز رکھتا ہے اور جو اس کی مرضی کے برخلاف چلے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کو جہنم میں ڈالتا ہے۔ اس لئے ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شیطان کی غلامی سے باہر کرے۔ جیسے کلوروفام نیند لاتا ہے اسی طرح پر شیطان انسان کو تباہ کرتا ہے اور اسے غفلت کی نیند سلاتا ہے اور اسی میں اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔

(الحکم جلد 5 نمبر 30 مورخہ 17/اگست 1901ء صفحہ 1)

پس یہ بہت بڑا انذار ہے۔ انسان جوں جوں دنیاوی دھندوں میں پڑتا ہے اللہ کی عبادت سے غافل ہوتا جاتا ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال ہو۔ پس ہر لمحہ، ہر وقت ایک احمدی کو اس فضل کو سمیٹنے کی فکر میں لگے رہنا چاہئے۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے جو خالص ہو کر اس کے حضور ادا کی جائے۔ پس اپنی عبادتوں کی طرف خاص توجہ دیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کریں تاکہ خدا تعالیٰ آپ کی اور آپ کی نسلوں کی حفاظت فرمائے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔ پہلے جو مَیں نے بیان کیا تھا کہ صحابہ نماز ترک کرنے کو کفر کے برابر سمجھتے تھے وہ اس لئے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت پاکر نمازوں کی اہمیت کو سمجھا تھا۔ پس یہاں مزید ڈرایا ہے کہ نمازیں چھوڑنا صرف دین سے انکاری ہونا ہی نہیں ہے بلکہ نمازوں کو چھوڑنے والا شرک کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے۔ اور جتنا زیادہ ہم دنیاوی دھندوں کی طرف بڑھتے جائیں گے اور نمازوں کی پرواہ نہ کریں گے، نمازوں میں بے احتیاطی کا رجحان بڑھتا چلا جائے گا جو کہ آخر کار شرک کرنے والوں کی صف میں لا کھڑا کرے گا۔

پھر بچوں کو نمازوں کی عادت ڈالنے کے بارے میں حکم ہے۔ اکثر کو یہ حکم یاد بھی ہوگا، سنتے بھی رہتے ہیں، لیکن عمل کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو نمازیں پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ صرف فرض پورا کرنے کے لئے عادت نہ ڈالیں بلکہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت راسخ کردیں تاکہ وہ یہ سمجھ کر نماز پڑھنے والے ہوں کہ یہ ہمارے فائدے کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ہی ہماری دنیا و آخرت کی بقا ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آپ والدین خود بھی اللہ تعالیٰ سے خالص تعلق نہ جوڑیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سال کی عمر کے بچے کو نماز پڑھنے کی تلقین کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور فرمایا کہ جب بچے دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر سختی کرو اور فرمایا اس عمر میں بچوں کو اکٹھے ایک بستر پر بھی نہ سلاؤ۔ تو نماز نہ پڑھنے پر سختی آپ لوگ اس وقت کر سکتے ہیں جب کہ خود آپ کے عمل ہی ایسے ہوں جو بچوں کے لئے نمونہ ہوں۔ نمازیں اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھی جانے والی

ہوں نہ کہ دنیاوی اغراض کے لئے۔اور جب اس طرح نمازیں پڑھی جائیں گی تو وہ جہاں آپ کو اور آپ کے بچوں کو اللہ کا قرب دلانے والی ہوں گی اور دنیا و آخرت سنوارنے والی ہوں گی وہاں معاشرے میں بھی اس پاک تبدیلی کا اثر نظر آئے گا۔آپ کے دلوں کے کینے اور بغض بھی نکلیں گے۔اور اس طرح سے ہر ایک کو جماعت کے وقار کو اونچا کرنے کی بھی فکر رہے گی۔معاشرے میں بھی نیک اثر قائم ہوگا۔جن لوگوں نے یہاں جاپانی عورتوں سے شادیاں کی ہوئی ہیں ان کے خاندانوں میں بھی احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملے گی جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے نیک اثر بھی قائم ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے اپنے نفس کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی بقا کے لئے نمازوں کے ساتھ مالی قربانی کرنے کا بھی حکم ہے۔فرماتا ہے ﴿اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِکُمْ﴾ (التغابن:17) کہ اپنے مال اس راہ میں خرچ کرتے رہو یہ تمہاری جانوں کے لئے بہتر رہے گا۔اسی طرح اور بے شمار جگہ اللہ تعالیٰ نے نمازوں کے حکم کے ساتھ مالی قربانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔اور آج کل کے زمانے میں جب انسان کی اپنی ضروریات بھی بڑھ گئی ہیں۔قسم ہا قسم کی ایجادات کی وجہ سے انسانی ترجیحات اور خواہشات بھی مختلف ہو چکی ہیں۔ان حالات میں مالی قربانیاں یقیناً بہت اہمیت کی حامل ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے ساتھ مالی قربانیوں کی اس زمانے میں ویسے بھی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ یقیناً یہ نفسوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے اس طرف بھی توجہ دیں۔یہ قربانیاں آپ کی اور آپ کی نسلوں کی دنیا و آخرت سنوارنے کی ضمانت ہیں۔اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ مختلف پیرایوں میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف جگہوں پر مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ایک سوال کرنے والے کے یہ پوچھنے پر کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور آگ سے دور کر دے۔آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔اور نمبر 2 یہ کہ نماز پڑھ اور زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر۔یعنی رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک کرو۔

عبادت اور نماز کے بارے میں مَیں نے پہلے کچھ تھوڑی سی تفصیل بتائی ہے۔پھر اس کے بعد زکوٰۃ کا حکم آتا ہے۔یہ جو زکوٰۃ ہے یہ مالی قربانی ہے۔ایک تو جن پر زکوٰۃ واجب ہے، اصل تعریف کے لحاظ سے جو زکوٰۃ کی ہے، ان کو زکوٰۃ دینی چاہئے دوسرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ہوتا رہا ہے زکوٰۃ کے علاوہ بھی ضرورت پڑنے پر آپ مالی تحریک فرمایا کرتے تھے اور اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق صحابہ مالی قربانیاں کیا کرتے تھے تو اس زمانے میں بھی اسی سنت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیعت میں آنے والوں کے لئے لازمی قرار دیا ہے کہ باقاعدگی سے مالی قربانی کریں اور چندے دیں۔اور پھر بعد میں خلفاء نے اس کو باقاعدہ معین نظام کی شکل دے دی۔

پس ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ مالی قربانی اس کے اپنے فائدے کے لئے ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ﴾ (البقرہ۔196) اور اللہ کے راستے میں جان مال خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔پس اس زمانے میں جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ترجیحات بدل گئی ہیں یا بدل رہی ہیں۔جانی اور مالی قربانیوں کی بہت اہمیت ہے۔

پس آپ میں سے ہر ایک کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔یہاں آ کر اللہ تعالیٰ نے جو آپ کے، بہت سوں کے حالات میں بہتری پیدا کی ہے اس کے شکرانے کے طور پر اپنی مالی قربانیوں کے جائزے لیں۔نظام نے جو شرح مقرر کی ہے کیا آپ اس کے مطابق چندے دے رہے ہیں؟ یہ چندہ تبھی نفسوں کو پاک کرنے کے ذریعہ بنے گا اور اس حدیث کے مطابق جنت میں لے جانے کا ذریعہ تبھی بنے گا جب خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کے جذبے سے دیا جائے گا۔جب خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی قربانیاں دی جائیں گی۔اگر آمد چھپا کر ادائیگیاں کر رہے ہیں، چندے دے رہے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش ہے۔اور اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔وہ انسان کے دل کے نہاں در نہاں انتہائی گہرے گہرے جو خانے ہیں ان کو بھی جانتا ہے۔اگر حالات کی مجبوری کی وجہ سے پوری شرح سے چندہ نہیں دے سکتے تو صاف اور سیدھی بات کریں کہ گو میری آمد تو زیادہ ہے لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے میں پوری شرح سے چندہ نہیں دے سکتا۔ اور اس بارے میں کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں کہ جو کوئی بھی مجھے لکھے گا بغیر تحقیق کے اس کو کم شرح سے چندہ دینے کی اجازت مل جائے گی جس شرح سے بھی وہ چندہ دینا پسند کرتا ہے۔لیکن یہ کہہ کر کہ میری آمد ہی اتنی ہے جس پر میں چندہ دے رہا ہوں جبکہ آمد زیادہ ہو تو ایک گناہ تو کم چندہ دے کر کر رہے ہیں اور اس سے بڑا گناہ جھوٹ بول کر۔اور جھوٹ کو اللہ تعالیٰ نے شرک کے برابر قرار دیا ہے۔پس نمازیں بھی اور دوسری نیکیاں بھی تب ہی فائدہ دیتی ہیں جب وہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور اس کے تمام حکموں پر چلتے ہوئے کی جائیں اور یہی چیزیں ہیں جو آپ کو دین و دنیا کی نعمتوں کا وارث بنائیں گی۔نسلوں کی حفاظت کریں گی۔آپ کے اندر ان پاک تبدیلیوں کی وجہ سے آپ کو دعوت الی اللہ کے کام میں مدد دیں گی۔اس کے بہتر نتائج اور ثمرات حاصل ہوں گے۔پس اس ذمہ داری کو بھی اللہ تعالیٰ کا ایک اہم حکم سمجھتے ہوئے ادا کریں اور اپنی عبادتوں کے ساتھ ساتھ اپنی مالی قربانیوں کے بھی معیار بڑھائیں۔یہی باتیں ہیں جو آپ میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا باعث بنیں گی اور اس ذریعہ سے آپ کے عملی نمونے قائم ہوں گے۔اور یہ عملی نمونے جیسا کہ میں نے کہا تبلیغی میدان کھولیں گے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو یہ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ حدیث جو مَیں نے پڑھی تھی اس میں ایک نصیحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ صلہ رحمی کرو یعنی اپنے قریبیوں سے، رحمی رشتہ داروں سے نیک اور اچھا سلوک کرو۔ان رحمی رشتہ داروں میں میاں بیوی کے ایک دوسرے کے رحمی رشتہ دار بھی شامل ہیں ان کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ان سے بھی نیک سلوک کرنا چاہئے۔پس اس لحاظ سے بھی ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں۔خاص طور پر جن لوگوں نے یہاں شادیاں کی ہوئی ہیں وہ اس بات کو خاص اہمیت دیں۔جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے سے، اپنے عملی نمونے قائم کرنے سے تبلیغ کے میدان بھی وسیع ہوں گے اور آپ کا آپس میں محبت و پیار بھی بڑھے گا اور نئی نسلوں کی تربیت بھی صحیح طرح ہو سکے گی۔پس جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے ہر ایک کو ہر لحاظ سے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک کی اصلاح کی جو یہ کوشش ہوگی اللہ کے فضل سے بہتر نتائج لائے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’بیان میں جب تک روحانیت اور تقویٰ وطہارت اور سچا جوش نہ ہو اس کا کچھ نیک نتیجہ مرتب نہیں ہوتا ہے۔وہ بیان جو کہ بغیر روحانیت اور خلوص کے ہے وہ اس پرنالے کے پانی کی مانند ہے جو موقع بے موقع جوش سے پڑا جاتا ہے اور جس پر پڑتا ہے اسے بجائے پاک و صاف کرنے کے پلید کر دیتا ہے۔انسان کو پہلے اپنی اصلاح کرنی چاہئے پھر دوسروں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ﴾ (المائدۃ:106) یعنی اے مومنو! پہلے اپنی جان کی فکر کرو۔اگر تم اپنے وجود کو مفید ثابت کرنا چاہو تو پہلے خود پاکیزہ وجود بن جاؤ۔ایسا نہ ہو کہ باتیں ہی باتیں ہوں اور عملی زندگی میں ان کا کچھ اثر دکھائی نہ دے۔ایسے شخص کی مثال اس طرح سے ہے کہ کوئی شخص ہے جو سخت تاریکی میں بیٹھا ہے اب اگر یہ بھی تاریکی ہی لے گیا تو سوائے اس کے کہ کسی پر گر پڑے اور کیا ہوگا۔اسے چراغ بن کر جانا چاہئے تا کہ اس کے ذریعہ سے دوسرے روشنی پائیں‘‘۔

(البدر جلد 7 نمبر 19-20 مورخہ 24/ مئی 1908ء صفحہ 3)

تو یہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہم سے توقعات کہ اندھیرے میں بیٹھے ہوؤں کو روشنی دکھائیں، نہ کہ خود بھی اس تاریکی میں چلے جائیں اور خود بھی ٹھوکریں کھاتے پھریں۔اور یہ روشنی کس طرح حاصل ہوگی یہ سب کچھ روحانیت میں ترقی کئے بغیر ممکن نہیں۔اور روحانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا اور اس کے حکموں پر عمل کرنا ضروری ہے۔پس ہر ایک اس طرف سنجیدگی سے توجہ دے اور اپنے اندر تبدیلیوں کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیغام کو اس ملک کے ہر گھر میں پہنچانے کی کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ سب کو حقیقی معنوں میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر چلنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم میں سے ہر ایک ان دعاؤں کا وارث بن جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے کی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: مَیں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے۔اور بخیل اور مُمسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے مَیں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں‘‘۔(تبلیغ رسالت جلد دہم)

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش اور دعا سے حصہ پانے والا ہو۔ اور اگر کوئی کمزوریاں اور کمیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، اللہ تعالیٰ ہمیں دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے جو یہاں دو دن ہیں جن میں آپ اکٹھے ہو رہے ہیں، یہ خاص طور پر دعاؤں میں گزاریں اور اللہ سے بہت مدد مانگیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نفسوں کو پاک کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے خوبصورت پیغام کو بھی اس علاقے میں پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے خطبہ ثانیہ کے درمیان میں فرمایا کہ: نماز جمعہ اور عصر کے بعد مَیں دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ غائب ہے ایک شہید کا۔ دو دن ہوئے سانگھڑ کے ہمارے ایک احمدی ڈاکٹر مجیب الرحمٰن پاشا صاحب اپنے کلینک کے باہر کھڑے تھے کہ انہیں نامعلوم افراد نے آ کے فائر کر کے شہید کر دیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کوئی موٹر سائیکل پر آیا۔ اس نے منہ ڈھانکا ہوا تھا۔ فائر کر کے دوڑ گیا۔ سر پر زخم آیا جس سے ڈاکٹر صاحب جانبر نہ ہو سکے۔ تو ایک تو ان کی نماز جنازہ ہے۔ آپ بڑے کم گو اور خدمت کرنے والے اور چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔

دوسرا جنازہ غائب جو مَیں کسی وجہ سے پڑھا نہیں سکا ہوں۔ چند مہینے پہلے میری ممانی صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی وفات ہوئی تھی۔ آپ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی بیٹی تھیں۔ مختلف جگہوں پر لجنہ میں ان کو خدمات کی توفیق ملی۔ بڑی ملنسار خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بھی مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان دونوں کے جنازہ غائب ہوں گے۔

جامعہ احمدیہ U.K. کی سالانہ کھیلیں

(لئیق احمد طاہر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ)

امسال مورخہ 4 تا 6 مئی 2006ء جامعہ احمدیہ یو کے کی سالانہ کھیلیں منعقد ہوئیں جن میں فٹبال، باسکٹ بال، ٹیبل ٹینس، بیڈمنٹن، رسہ کشی، گولہ پھینکنا، 100 گز کی دوڑ، 400 گز کی ریلے دوڑ اور Cock Fight کے مقابلے ہوئے۔ سٹاف کے ٹیبل ٹینس کے مقابلے ہوئے اور مہمانوں اور سٹاف کا میوزیکل چیئر کا مقابلہ ہوا۔

یہ جامعہ احمدیہ یو کے کی پہلی تاریخی کھیلیں تھیں۔ دور دراز سے مہمانان کرام نے تشریف لا کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور انتظامات پر دلی خوشی کا اظہار فرمایا۔ آخری تقریب کے مہمان خصوصی حضرت مولانا عبدالکریم صاحب شرما تھے۔

مہمان خصوصی کے انٹرویو پر مشتمل خاکسار نے ان کی 29 سال پر پھیلی ہوئی خدمات کا تذکرہ کیا اور حاضرین کو بتایا کہ جامعہ احمدیہ کی گزشتہ نصف صدی کی یہ روایت ہے کہ کھیلوں کی سالانہ تقریب کے مہمان خصوصی کے لئے کسی قدیم خادم سلسلہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ تقسیم انعامات کے بعد آخر میں جناب مہمان خصوصی نے خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ تمام حاضرین کی چائے اور ماکولات سے تواضع کی گئی۔

تعارف مہمان خصوصی

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب شرما 26 مئی 1918ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار ہندو برہمن قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ قبول احمدیت سے قبل والد کا نام کشن لال تھا اور دادی کا نام جمنا دیوی تھا۔ 1904ء میں بیعت کی اور اسلامی نام شیخ عبدالرحیم شرما رکھا گیا۔ آپ کا تعلق ریاست پٹیالہ سے تھا۔ حضرت شیخ عبدالرحیم شرماؓ کی ایک ہندو گھرانہ میں قبول احمدیت سے قبل شادی ہو چکی تھی۔ میاں بیوی باہم شیر و شکر تھے لیکن جب ہندو بیوی کے خاندان کو علم ہوا کہ خاوند احمدی ہو گیا ہے اور وہ قادیان منتقل ہو رہے ہیں تو وہ زبردستی بیوی کو چھین کر ہمراہ لے گئے۔ اس طرح آپ کو محض اسلام کی خاطر عظیم الشان قربانی دینے کی توفیق ملی۔

حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب شرما نے دوسری شادی عائشہ صاحبہ سے 1914ء میں کی جن کے بطن سے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب شرما پیدا ہوئے۔ عائشہ صاحبہ کی پرورش حضرت اماں جانؓ نے فرمائی تھی۔

محترم عبدالکریم صاحب شرما نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ پرائمری، مڈل اور میٹرک کرنے کے بعد 17 سال کی عمر میں جامعہ میں داخل ہوئے۔ ابتدا میں الفضل کے دفتر میں کام کا موقع ملا۔ پھر چار سال تک برٹش آرمی میں کام کیا جس کے بعد انہیں سلسلہ کی طرف سے پیغام ملا کہ استعفیٰ دے کر سلسلہ کی خدمت کے لئے آ جائیں۔ جس کی آپ نے فوراً تعمیل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو 29 سال تک میدان تبلیغ میں گرانقدر خدمات کی توفیق سے نوازا۔ آپ نے مشرقی افریقہ کے تین ممالک تنزانیہ، کینیا اور یوگنڈا میں کام کیا۔

آپ سب سے پہلے 1940ء تا 1947ء یوگنڈا میں رہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ چند ماہ کی رخصت پر پاکستان آئے اور 9 سال کے لئے کینیا تشریف لے گئے۔ 1956ء یا 1957ء میں آپ پھر چند ماہ کی رخصت پر پاکستان آئے اور آپ کا تقرر تنزانیہ میں ہو گیا۔ آپ نے بحیثیت مشنری انچارج لمبے عرصہ تک قابل قدر خدمات کی توفیق پائی۔ آپ کا اپنے ماتحت خدام سلسلہ اور مبلغین کے ساتھ ہمیشہ محبت کا سلوک رہا۔ آپ ایک متبحر عالم اور مستجاب الدعوات بزرگ ہیں۔

1972ء میں آپ یو کے میں تشریف لے آئے اور آپ کو بطور سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تبلیغ اور سیکرٹری رشتہ ناطہ کے سالہا سال تک خدمات کی توفیق ملی۔

آپ نے اس انٹرویو میں دو دلچسپ واقعات بیان کئے۔ آپ نے بتایا کہ کینیا میں Yaala میں پکی سڑک سے ذرہ ہٹ کر پیراماؤنٹ چیف کی کورٹ تھی۔ ایک دفعہ تبلیغ کی غرض سے کسی جگہ جا رہا تھا۔ پیراماؤنٹ چیف نے اوپر کی پہاڑی سے مجھے دیکھ لیا اور ایک لڑکے کے ذریعہ مجھ بلوا بھیجا۔ جب مَیں ان سے ملا تو مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ جنّوں پر کس طرح قابو پا لیتے ہیں۔ مَیں نے جواب دیا کہ مَیں تو جنّوں کو مانتا ہی نہیں نہ جنّوں کو نکالتا ہوں۔ وہ اصرار کرنے لگے کہ آپ کے پاس ضرور کوئی منتر ہے۔ اور مجھے پتہ ہے کہ آپ جنّ نکال سکتے ہیں۔ پھر کہنے لگے کہ یہاں ہمارے علاقہ میں ایک لڑکا اسماعیل اوگینڈو رہتا تھا۔ آپ نے اس کا جنّ نکالا ہے اور اب وہ آپ کے معلم کے طور پر کام کر رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ابتداء میں اسماعیل اوگینڈو ان کے علاقہ میں بدمعاش گردانا جاتا تھا۔ لوگ اس کے مظالم سے تنگ آ چکے تھے۔ اسے بارہا قید کی سزا دی گئی لیکن جب وہ قید کاٹ کر باہر آتا تو پہلے سے بھی زیادہ ظلم و ستم ڈھاتا۔ لوگوں کی زندگی اس نے اجیرن بنا دی تھی۔ انتہائی سفاک اور شرپسند انسان تھا۔ لیکن جب سے آپ نے اسے احمدی مسلمان بنایا ہے اور معلم بنا کر واپس ہمارے علاقہ میں بھیجا ہے۔ اس جیسا فرشتہ صفت انسان دنیا میں کبھی نہیں دیکھا۔ اس وجہ سے مَیں کہتا ہوں کہ ضرور آپ کو جنّ نکالنے آتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب شرما نے بتایا کہ اس وقت ان کے پاس ایک بیگ تھا جس میں قرآن کریم اور بائبل تھی۔ محترم شرما صاحب نے پیراماؤنٹ چیف کو بتایا کہ جب یہ قرآن کریم نازل ہوا۔ عرب ہر قسم کی بدیوں اور گناہوں میں مبتلا تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر لڑائیاں ہوتیں۔ قتل و غارت گری کو بہادری قرار دیتے اور اپنی بدمعاشی اور بے حیائی کے کاموں پر فخر کرتے تھے۔ عورتوں کا ذکر اور ان کے بدن کا ذکر جو عرب زیادہ عریانی سے کرتا وہی معاشرہ میں بڑا اور قابل فخر سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے چیف کو بتایا کہ اس قرآن کریم نے اُن پشتوں کے بگڑے ہوئے عربوں کو باخدا انسان بنا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس قرآن مجید کا سواحیلی زبان میں ترجمہ جماعت احمدیہ نے کروایا ہے۔ اور چیف کو آپ نے دعوت دی کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔

آپ نے لوانڈا کا ایک واقعہ سنایا کہ ایک مقامی دوست جن کا نام مزے داؤدی تھا جو لاٹھی کی مدد سے بڑی مشکل سے چلا کرتے تھے۔ کمر خم کھا کر دہری ہو گئی تھی۔ ہر جمعہ کے روز چھ میل کا پیدل سفر کر کے لوانڈا کی مسجد میں آ کر جمعہ ہمارے ساتھ ادا کرتے تھے۔

محترم شرما صاحب نے بتایا کہ وہ جمعہ کے روز جمعہ شروع ہونے سے تقریباً دو گھنٹے قبل مسجد کے پاس ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر انتظار کرتے رہتے۔ ایک روز مزے داؤدی صاحب سے پوچھا کہ آپ کیسے مسلمان ہوئے۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ احمدی ہونے سے قبل وہ Pagan تھے۔ اور اس زمانہ کے رواج کے مطابق ایک کمبل کو گرہ لگا کر گلے میں ڈال لیا کرتے تھے۔ یہی ان کا لباس تھا۔ ڈاڑھی بڑھی ہوئی تھی۔ صفائی کا کوئی خیال نہ تھا۔ ہاتھ منہ اور بدن گندے ہوتے تھے۔ ایک دن انہیں خیال آیا کہ اگر انہوں نے بپتسمہ نہ لیا اور عیسائی نہ ہوئے تو لوگ انہیں عزت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ یہ سوچ کر وہ ایک چرچ میں گئے اور آخری کرسیوں پر بیٹھ گئے جہاں کچھ اور لوگ بھی عیسائی بننے کے لئے تیار ہو کر آئے تھے۔ چرچ کی سروس کے بعد پادری نے سب کو باری باری بلا کر بپتسمہ دیا اور جب مزے داؤدی صاحب کی باری آئی تو ان کو ڈانٹ کر چرچ سے نکال دیا کہ تم اس قدر گندے ہو نہ لباس صاف ہے نہ جسم۔ میرے چرچ سے ابھی نکل جاؤ۔

بیچارہ کبڑا مزے داؤدی وہاں سے ایک اور چرچ میں گیا اور وہاں سے بھی دھکے دے کر نکال دیا گیا کہ نہ ہاتھ صاف ہیں نہ منہ۔ ڈاڑھی جانوروں کی طرح بڑھائی ہوئی ہے۔ وغیرہ۔ مزے داؤدی صاحب نے بتایا کہ اس کے ساتھ یہ سلوک دیکھ کر کسی نے ان سے کہا کہ یہاں ایک نئے فرقہ والے لوگ آئے ہیں تم ان کے پاس جاؤ تو شاید تمہاری خواہش پوری ہو جائے۔

مزے داؤدی صاحب نے حضرت شرما صاحب کو بتایا کہ وہ لوآنڈہ کی اسی کچی مسجد میں چھ میل کا سفر کر کے ایک جمعہ کے روز صبح گیارہ بجے پہنچ گئے اور دیکھا کہ مسجد بند تھی۔ مَیں اسی درخت کے سایہ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد ایک صاحب اچکن اور پگڑی پہنے ہوئے تشریف لائے اور مَیں نے انہیں بتایا کہ مَیں بپتسمہ لینا چاہتا ہوں۔ اور آپ کے مذہب میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کسی بچہ کو قریبی گھر بھجوا کر پانی اور صابن منگوایا اور خود اپنے ہاتھ سے وضو کروایا اور مجھے صابن مل کر خوب صاف کیا۔ اور پھر کہا کہ کلمہ پڑھو۔ مَیں نے ان کے ساتھ کلمہ دہرایا۔ انہوں نے اسلام کی کچھ اور موٹی موٹی باتیں بتائیں اور کہا کہ آج سے تم مسلمان ہو۔

حضرت شرما صاحب نے بتایا کہ مزے داؤدی انتہائی مخلص احمدی ہیں اور پوری وفا کے ساتھ اسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس واقعہ میں یہ پیغام ہے کہ محبت اور پیار سے ہم دلوں میں پاک تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں۔

خلافت جوبلی دعائیہ پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدسالہ خلافت جوبلی کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو نوافل، روزوں اور دعاؤں کا پروگرام دیا ہوا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کو پابندی سے جاری رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 2

پورے کئے جائیں تو معاشرے میں امن قائم ہوسکتا ہے اور امن کسی ایسے معاشرے میں قائم نہیں ہوسکتا جس میں بے چینی اور بے آرامی ہو۔

اخبار نے حضور انور کے مختصر حالات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ خلیفہ صاحب 1950ء میں ربوہ پاکستان میں پیدا ہوئے اور بانی جماعت احمدیہ کے پڑپوتے ہیں۔ Agricultural Economics میں ماسٹر آف سائنس کی ڈگری کے ساتھ آپ نے ایک سماجی، تعلیمی اور معاشیاتی ترقیاتی سکیم کے تحت غانا کا سفر کیا۔ آپ چھ سال تک دو مختلف سکولوں کے پرنسپل رہے۔ بعدازاں آپ شمالی غانا میں احمدیہ زرعی فارم کے مینجر مقرر ہوئے۔

1985ء میں آپ پاکستان واپس آئے اور 1999ء میں آپ بعض الزامات کے تحت گرفتار ہوئے جن میں توہین رسالت کا الزام بھی شامل تھا۔

وہ کہتے ہیں کہ یہ گرفتاری پاکستان میں جاری احمدیوں کی Persecution کی ایک لہر کے تحت تھی۔ آپ دو ہفتہ سے کچھ کم جیل میں رہے۔ اپریل 2003ء میں آپ جماعت احمدیہ کے سربراہ مقرر ہوئے جس کا ہیڈکوارٹر لندن میں ہے۔

آسٹریلیا کے دارالحکومت Canberra سے شائع ہونے والے اس نیشنل اخبار کی سرکولیشن سارے ملک میں ہے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وسیع و عریض ملک اور براعظم میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب کا متن اور احمدیت کا پیغام پہنچا۔

20/اپریل 2006ء بروز جمعرات:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الہدیٰ میں نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

نیلے پہاڑوں کی سیر

آج جماعت آسٹریلیا نے سڈنی (Sydney) شہر کے ایک پُرفضا مقام پر سیر کا پروگرام ترتیب دیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوا نو بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق سیر کے لئے روانگی ہوئی۔ راستہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کچھ دیر کے لئے مکرم خالد سیف اللہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے گھر تشریف لے گئے۔

گیارہ بجے حضور انور سڈنی کے پُرفضا مقام "Blue Mountains" پہنچے۔ Blue Mountains (نیلے پہاڑوں) کا یہ مقام سڈنی سے مغرب کی طرف بذریعہ کار ایک گھنٹہ سے کم کی مسافت پر سرسبز و شاداب پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ جہاں یہ پہاڑ سرسبز و شاداب ہیں وہاں ان پہاڑوں کے دامن میں سرسبز وادیاں بھی ہیں جو ان پہاڑوں کے حسن کو دوبالا کر دیتی ہیں۔ ان پہاڑوں کے اردگرد سیاحوں کی دلچسپی کے بہت سے مقامات ہیں۔

پہاڑوں کے اس سلسلہ میں تین پہاڑی چوٹیاں بالکل جدا کھڑی ہیں جن کو ایک روایتی کہانی کی بناء پر Three Sisters (تین بہنیں) کا نام دیا گیا ہے۔ یہ تین پہاڑی چوٹیاں 906 تا 922 میٹر بلند ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات سے یہ خوبصورت علاقہ دیکھا اور تصاویر بھی بنائیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت قافلہ کے ممبران، یو۔کے اور آسٹریلیا کی MTA کی ٹیم اور آسٹریلیا جماعت کے ممبران (جو اس سفر میں ساتھ تھے) کی تصاویر بھی بنائیں۔

اس علاقہ میں ہر وقت ہزاروں کی تعداد میں سیاح آتے ہیں۔ جن میں جاپانی اور چینی زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی پُرنور شخصیت ان سبھی کے لئے کشش کا باعث بنی ہوئی تھی۔ بہت سے لوگوں نے موقع پا کر اپنے کیمروں سے حضور انور کی تصاویر کھینچیں اور حضور انور کے بارہ میں مختلف احباب سے دریافت کرتے۔ بعض حضور انور کے قریب آ کر کھڑے ہو جاتے اور حضور کو دیکھتے رہتے۔

جماعت نے یہاں ایک ریسٹورنٹ میں چائے وغیرہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضور انور نے پھر کچھ دیر کے لئے اس علاقہ کی سیر کی اور یہاں سے ڈیڑھ بجے واپس روانہ ہوئے اور سوا دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الہدیٰ پہنچے اور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

تقریب آمین

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الہدیٰ تشریف لا کر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد پروگرام کے مطابق تقریب آمین ہوئی۔ جس میں سڈنی جماعت کے 15 بچے اور 16 بچیاں شامل ہوئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سب بچوں اور بچیوں سے باری باری قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور بار بار سب بچوں اور بچیوں کو تاکید فرمائی کہ اپنے گھروں میں روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کیا کریں۔ آمین کی اس تقریب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

بعدازاں حضور انور حیفہ کبابیر کے ایک مخلص احمدی دوست مکرم رائد موسیٰ عودہ صاحب کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں کچھ دیر قیام کے بعد واپس اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لا کر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

21/اپریل 2006ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ جماعت احمدیہ آسٹریلیا اور براعظم آسٹریلیا کی اس سرزمین کو اس بات کی سعادت حاصل ہو رہی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ دوسرا خطبہ جمعہ تھا جو یہاں سے MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر ہو رہا تھا۔

پروگرام کے مطابق ڈیڑھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لائے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ جمعہ

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو تین دن تک میرا آسٹریلیا کا دورہ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اس دورے میں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ میں شمولیت اور خطابات کی توفیق ملی، وہاں جماعت کے تقریباً تمام افراد سے انفرادی ملاقاتیں بھی ہوئیں اور دوسرے پروگرام بھی ہوئے۔ اور یہاں کے جماعتی حالات کو براہ راست دیکھنے، سننے اور سمجھنے کا موقع ملا۔

حضور نے فرمایا: عمومی طور پر جماعت آسٹریلیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص و وفا میں کسی جماعت سے بھی پیچھے نہیں ہے۔ تاہم بعض کمیاں بھی ہوتی ہیں جن پر نظر رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ ان کمزوریوں اور خامیوں کو دور کیا جائے اور اصلاح ہو اور جماعت کا معیار اونچا ہو اور قدم ترقی کی طرف بڑھیں۔ اور اُن معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جو معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیعت کرنے والوں میں دیکھنا چاہتے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ اس وقت یہاں کے احمدیوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پاکستان سے تعلق رکھنے والوں کی ہے جو کہ مختلف وقتوں میں یہاں آتے رہے۔ ان میں پڑھے لکھے بھی ہیں جو اپنے علم کی وجہ سے یہاں ملازمتوں کی تلاش میں آئے اور بعض اپنے کاروبار کی وجہ سے آئے ہیں۔ لیکن ان میں بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو پاکستان کے حالات کی وجہ سے یہاں اسائلم کے لئے آئے ہیں۔ اور یہ لوگ چھوٹے موٹے کاروبار کر رہے ہیں یا ملازمتیں کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض کی اولادیں اچھا پڑھ لکھ گئی ہیں، کچھ پڑھ رہی ہیں اور ان کی اکثریت تعلیمی میدان میں اچھی ہے، یہ ایک بڑا اچھا شگون ہے کہ نوجوان تعلیمی میدان میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور ان نوجوانوں کا جماعت سے اخلاص و وفا کا تعلق بھی ہے۔ جلسہ کی ڈیوٹیوں میں بھی سب نے بڑی اچھی طرح اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔ اور بڑے جوش اور جذبے سے سارے کام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔

حضور نے فرمایا پھر اس ملک میں فجین (Fijian) احمدیوں کی بڑی تعداد ہے متفرق بھی ہیں۔ تمام پاکستانی احمدیوں اور فجین احمدیوں ان سب کی نظریں ان تجربہ کار احمدیوں پر ہیں جو پاکستان سے آئے ہیں۔۔ آپ لوگ دین کو جاننے والے اور سمجھنے والے ہیں۔

حضور نے فرمایا: پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر آپ لوگوں نے اسے محسوس نہ کیا اور اس ذمہ داری کا جس طرح حق بنتا ہے اس کو نہ نبھایا تو اگر آئندہ آپ کی نئی نسل بگڑتی ہے، کسی کو اپنے بڑوں کی وجہ سے ٹھوکر لگتی ہے یا غیر پاکستانی احمدی جو پاکستانیوں کو دینی علم کے لحاظ سے اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں ان کو آپ کے رویوں یا عملوں سے کوئی ٹھوکر لگتی ہے یا غیر پاکستانی احمدی جو پاکستانیوں کو دینی لحاظ سے اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں اگر ان کو آپ کے رویّہ سے ٹھوکر لگتی ہے تو یقیناً یہ ایک بہت بڑا ظلم ہوگا جو آپ ان پر بھی کر رہے ہوں گے اور دوسرے احمدیوں پر بھی۔ ہر احمدی کو ایک نمونہ ہونا چاہئے اور خاص طور پرانے احمدیوں اور ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خدمت کا موقعہ دیا ہے۔ ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

حضور نے فرمایا: پاکستانیوں کو اور دوسری قوموں کے لوگوں کو مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کی ہے۔ آپ نے مسیح و مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مانا ہے، نہ کہ کسی اور کو۔ اس لئے آپ کے سامنے جو نمونے ہونے چاہئیں، آپ کے سامنے ہر وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی تعلیم ہونی چاہئے اور آپؑ کے نمونے ہونے چاہئیں۔ آپ نے یہ نہیں دیکھنا کہ فلاں بڑے یا فلاں پاکستانی احمدی کے نمونے کیا ہیں بلکہ آپ نے یہ دیکھنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کیا توقعات وابستہ فرمائی ہیں۔

حضور نے فرمایا ہمیشہ یاد رکھیں کہ جس شخص کی بیعت میں ہم شامل ہوئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی جماعت سے جڑا رہنے کا ارشاد ہے۔ پس ہر احمدی چاہے وہ پاکستان کا رہنے والا ہے یعنی پاکستان سے یہاں آ کر آباد ہوا ہے نوجوان ہے یا بوڑھا ہے، مرد ہے یا عورت ہے کہ اپنے اعمال کا وہ خود ذمہ دار ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا پس غور کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا توقعات وابستہ رکھتے ہیں۔ نیک نیتی سے ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی مدد فرمائے گا۔

حضور انور نے فرمایا: آج ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہر دن کے طلوع ہونے پر ایک نئے رنگ کی بارش کی صورت میں برستا دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کے فضلوں کی یہ بارش ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہی دیکھ رہے ہیں۔ ہر دن خدا تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے وعدوں کو پورا کرنے کا نیا جلوہ دکھا کر ہمیں آپؑ کو ہی دکھا رہا ہے۔ ہم ان جلووں کے پیچھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی دیکھ رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے جو حقیقت میں آپ کے آقا و مطاع پر اتری ہوئی تعلیم ہی ہے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کی کوشش کرتے چلے جائیں اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے چلے جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے جس راہ سے اپنے تعلق جوڑا ہے اس راہ سے کبھی پیچھے نہ ہٹیں۔ اپنے دلوں کو پاک رکھیں، کسی کے دل میں نہ جھانکیں بلکہ اپنے دلوں سے کینے دور ہوں گے تو بغض حسد کی آگ سے بچانے والے ہوں گے۔ لیکن اگر ہم ان باتوں میں پڑے رہے تو نہ کینے ختم ہوں گے اور نہ بغض و حسد ختم ہوں گے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہم سے یہ توقعات ہیں کہ غیروں سے بھی ہمدردی کرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ اعلیٰ اخلاق کے نمونے دکھانے کے لئے جب تک شکوے شکایتیں بند نہیں کریں گے ان لوگوں میں شمار نہیں ہو سکتے جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ ان برائیوں سے بچنے کے لئے اور شیطان سے مقابلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانا اور اس سے مدد مانگنا ضروری ہے۔ اس کے رحم کو جذب کرنے کے لئے یہ باتیں بھی ضروری ہیں اور اس کے ساتھ پاک دل ہو کر برائیوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر ایک طرف آپ خدا تعالیٰ سے تمام برائیوں سے بچنے کی دعا کر رہے ہوں اور دوسری طرف

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

وہی برائیاں بھی کر رہے ہوں تو پھر یہ دعا قبول نہیں ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا جو دین کا علم رکھنے والے ہیں، جماعتی خدمات کرنے والے ہیں وہ اگر اپنے رویے نہیں بدلیں گے تو دوسروں کو کیا کہیں گے۔ دوسروں کو کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ نفس کو شیطان سے دور رکھو۔ خدا تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ جو کام تم خود نہیں کرتے دوسروں کو کیوں کہتے ہو۔ پس پہلے اپنا محاسبہ کریں۔

حضور نے فرمایا کہ ہر احمدی کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ محبت، بھائی چارے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور ہر احمدی کو دوسروں کے لئے ہدایت کا نمونہ قائم کرنے والا ہونا چاہئے۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جتنا انسان اپنی کمزوریوں پر نظر رکھے گا اتنا نفس مطمئنہ کی طرف جھکتا چلا جائے گا۔ اصل چیز اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنے کی ہے۔ اپنے جائزے لینے کی ہے۔ صبر اور برداشت سے کام لینے کی ہے۔ اور جو صبر اور برداشت سے کام لے گا تو بہت سے گلے شکوے پیدا ہی نہیں ہوں گے یا پیدا ہوتے ہی ختم ہو جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: ایسے لوگ جو جھگڑے کر کے جماعت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں کاٹے جاتے ہیں۔ پس اگر غلطیاں سرزد ہو جائیں تو صرف نظر سے کام لینا چاہئے۔ اور اگر کوئی بات حد سے بڑھ چکی ہے تو خلیفہ وقت کو اطلاع دے کر پھر خاموش ہو جانا چاہئے۔ کسی بھی تیسرے شخص کو یہ احساس کبھی پیدا نہ ہو کہ فلاں شخص یا فلاں فلاں عہدیدار ایک دوسرے کے خلاف بغض و عناد رکھتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا دلوں میں کینے رکھ کر ایک دوسرے کے پیچھے نہیں پڑ جانا چاہئے۔ اچھائیاں تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: ہر فرد کو اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی ضرورت ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ جب اعلیٰ نمونے قائم ہوں گے تو تبلیغی لحاظ سے جماعت ترقی کرے گا اور آئندہ نسلیں جماعت کی حقیقی تعلیم پر قائم ہوں گی اور آئندہ کا اثاثہ بنیں گی۔

حضور نے فرمایا: زبان کے صحیح استعمال کی بھی ضرورت ہے۔ اس سے محبت بھی بڑھتی ہے اور قطع تعلق بھی ہو جاتا ہے۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر ایک کو ایک دوسرے کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں اللہ کی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے اور اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس جو شخص اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شمار کرتا ہے تو اس پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ تبلیغی میدان میں ترقی کرنے کے لئے بھی اپنی عملی حالتوں کو درست کرنا انتہائی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہی فرمایا ہے کہ اگر تم خود اپنی اخلاقی حالتوں کو درست نہیں کر رہے تو دوسروں کو تم کیا کہو گے۔

حضور انور نے جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ صرف روایتی بک سٹال یا صرف عشرہ تبلیغ منانے سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس کے لئے مزید پلاننگ بھی کرنی ہوگی۔ تبلیغ کے نئے ذرائع تلاش کریں، ہر طبقے کے پاس پہنچنے کی کوشش کریں اس سے تعلق اور رابطہ رکھیں اور پھر قائم شدہ رابطوں کو ہمیشہ قائم رکھیں، ان کے ساتھ مسلسل تعلق اور رابطہ رکھیں۔ جو نئے آنے والے ہیں ان کو اپنے اندر جذب کریں۔ آپ کے جو اجلاس وغیرہ ہوتے ہیں وہ یہاں کی زبان میں ہوں تا کہ سب سمجھ سکیں۔ یہاں جو بچے جوان ہوئے ہیں ان کو انگریزی زبان زیادہ سمجھ آتی ہے۔ جن کو سمجھ نہیں آتی ان کے لئے ترجمہ کا انتظام ہو سکتا ہے یا اردو پروگرام ہو سکتا ہے تو انگریزی میں ساتھ ساتھ ترجمہ کا انتظام ہو۔ بہرحال غیر پاکستانیوں کے شکوے دور ہونے چاہئیں اور ان کی زبان میں کارروائی ہو۔

نئے آنے والوں کی تربیت کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر ذیلی تنظیمیں فعال نہیں ہیں تو جماعتی انتظام کے تحت کام ہو اور نئے آنے والوں کی تربیت ہو۔ ذیلی تنظیمیں فعال ہیں تو لجنہ عورتوں کو سنبھالے اور مرد، مردوں کو سنبھالیں اور ان کو نظام کا حصہ بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنے والے فجین اپنے آپ کو اس طرح جماعتی کاموں میں لگائیں کہ انتظامیہ ان سے کام لینے پر مجبور ہو۔ تبلیغ کا میدان ہے اس کام کو وسعت دیں۔

حضور نے فرمایا کہ انصار لجنہ اور خدام سب کو جائزے لینے چاہئیں کہ کیوں شکوے پیدا ہوتے ہیں چاہے دو چار ہی ہوں لیکن شکوے پیدا کرنے والے بے چینی پیدا کرنے والے بن جاتے ہیں۔ بہرحال اس کے لئے دونوں طرف سے بلند حوصلے دکھانے کی ضرورت ہے۔ ہر طبقہ کو تقویٰ کے معیار اونچے کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت کا ایک نظام ہے اور خلیفہ ٔوقت کے ماتحت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اطاعت کے نمونے دکھانے اور اطاعت نظام کا پابند ہونے کی توفیق دے اور اللہ آپ میں وہ روح پیدا کر دے جس کا اثر ہر دیکھنے والے کو نظر آئے اور آپ احمدیت کے حقیقی پیغام کو اس ملک میں پھیلانے والے ثابت ہوں۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ اڑھائی بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

خلافت جوبلی ہال کا سنگ بنیاد

نمازوں کی ادائیگی کے بعد پونے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الہدیٰ کے احاطہ میں "Khilafat Centenary Hall" کا سنگ بنیاد رکھا۔

سنگ بنیاد کی یہ تقریب MTA پر Live نشر کی گئی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو حافظ رانا قاسم خان صاحب نے کی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ہال کی تعمیر کے تعلق میں نقشہ جات ملاحظہ فرمائے۔ ڈاکٹر تاثیر خان صاحب نے جو اس پراجیکٹ کے Coordinator ہیں۔ انہوں نے اس پراجیکٹ کے بارہ میں حضور انور کو تفصیلات بتائیں۔ حضور انور نقشہ جات ملاحظہ فرمانے کے دوران مختلف امور دریافت فرماتے رہے۔

اس وسیع و عریض بڑے ہال کے ساتھ گیسٹ ہاؤس، تینوں ذیلی تنظیموں کے دفاتر اور جلسہ سالانہ کی غرض سے ایک بڑے کچن کی تعمیر کا بھی پروگرام ہے۔ اس ہال میں 1363 افراد نماز ادا کر سکیں گے اور آٹھ Indoor Games کھیلی جا سکیں گی۔ ہال کے اس پراجیکٹ کی تفصیلات ملاحظہ فرمانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضور انور کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے ایک اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد علی الترتیب امیر و مبلغ انچارج آسٹریلیا، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، پرائیویٹ سیکرٹری صاحب، نائب امیر آسٹریلیا خالد سیف اللہ صاحب، نائب امیر آسٹریلیا ناصر کاہلوں صاحب، صدر مجلس انصار اللہ، صدر لجنہ اماء اللہ، صدر مجلس خدام الاحمدیہ، ہال کی تعمیراتی کمیٹی کی طرف سے ڈاکٹر تاثیر بشیر خان صاحب نے ایک ایک اینٹ رکھی۔

علاوہ ازیں دو واقفین نو بچوں عزیزہ فوزیہ الماس احمد نے واقفین نو بچیوں کی نمائندگی میں اور عزیزم عبدالرحمٰن نے واقفین نو بچوں کی نمائندگی میں ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل کی۔

آخر پر حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی۔ جس کے بعد حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ اس موقعہ پر اس پراجیکٹ کی تعمیراتی ٹیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ یہ تعمیراتی ٹیم نوجوان احمدی انجینئرز اور آرکیٹیکٹس پر مشتمل ہے۔ جن میں انجینئر فیروز علی شاہ، انجینئر امجد اُپل، انجینئر فرہاد جان خان، انجینئر Vincent Breed، آرکیٹیکٹ اظہر ریحان خان، نصیر احمدی اور بلڈر محمد شفیق شامل ہیں۔ ان سب نے بڑی محنت سے جہاں اس پراجیکٹ کا نقشہ وغیرہ تیار کیا ہے۔ وہاں حکومت کے متعلقہ شعبہ سے اس کی تعمیر کی اجازت کے حصول کی کارروائی بھی کی ہے۔ سنگ بنیاد کی اس تقریب کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

برسبین کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق سڈنی (Sydney) سے برسبین (Brisbane) کے لئے روانگی تھی۔ سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد سڈنی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ VIP لاؤنج میں کچھ دیر قیام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جہاز پر سوار ہوئے۔ آسٹریلین ایئرلائن Qantas Air کی پرواز QF548 سات بجکر چالیس منٹ پر سڈنی سے برسبین کے لئے روانہ ہوئی۔

برسبین آسٹریلیا کی سٹیٹ Queensland کا مرکزی شہر ہے اور سیاحت کے لحاظ سے ملک آسٹریلیا کا ایک مشہور شہر ہے۔ یہاں پر مختلف دلکش مناظر کی جگہیں ہیں مثلاً Big Pineapple اور برسبین کے ساحلی علاقہ Gold Coast پر بہت سے پارک ہیں جن میں Theme پارک بہت خوبصورت ہے۔ برسبین کا موسم آسٹریلیا میں بہترین موسم ہے۔ Hot Summer اور Mild Winters کے ساتھ یہاں سارا سال سورج چمکتا ہے۔

قریباً ایک گھنٹہ 35 منٹ کی پرواز کے بعد سوا نو بجے جہاز برسبین کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ جونہی حضور انور جہاز سے باہر آئے تو صدر صاحب جماعت برسبین نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور کا استقبال کرنے والوں میں برسبین جماعت کی مجلس عاملہ کے ممبران اور صدر جماعت Bundaberg اور ان دونوں جماعتوں کے احباب جماعت مرد و خواتین اور بچے ایئرپورٹ پر موجود تھے۔ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کو صدر لجنہ اماء اللہ برسبین نے اپنی عاملہ کی چند ممبرات کے ساتھ خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت برسبین کے Acting پریذیڈنٹ ڈاکٹر ریاض اکبر صاحب سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔

نو بجکر چالیس منٹ پر ایئرپورٹ سے رہائش گاہ کی طرف روانگی ہوئی۔ جماعت برسبین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی Brisbane میں رہائش کا انتظام Bearded Dragon Country Lodge میں کیا تھا۔ یہ Lodge برسبین ایئرپورٹ سے جانب جنوب 70 کلومیٹر باہر گرین ایریا میں MT. Tambourine کے علاقہ میں واقع ہے۔ اس Lodge کے تمام کمرے، Cottage اور ہال وغیرہ جماعت نے بک کروا لئے تھے۔

ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جگہ پہنچے۔ گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک ہال میں جو نماز کے لئے خصوصی طور پر تیار کیا گیا تھا۔ مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ حضور انور نے اس جگہ کو پسند فرمایا اور فرمایا یہ اچھا پُرسکون علاقہ ہے۔

22/اپریل 2006ء بروز ہفتہ:

صبح پانچ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس Dragon Country Lodge کے ہال میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ سے باہر تشریف لائے تو یہاں کی ایک لوکل Aboriginal Community کے ممبر نے حضور انور کو اپنے روایتی انداز میں خوش آمدید کہا اور اپنے روایتی آلات اور شکار کے لئے استعمال کئے جانے والے، لکڑی سے بنے ہوئے ہتھیاروں اور آلات Didgeridoo، Boomerang اور Clap Sticks کے بارہ میں بتایا۔ ابورجنیز Didgeridoo کو میوزک اور مختلف آوازیں لگانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اسی آلہ کے ذریعہ ابورجنیز کے نمائندہ نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ کو خوش آمدید کہا اور میوزک کی مختلف Tunes نکالیں۔

Boomerang ہتھیار کمان کی شکل کا ہوتا ہے اور اسے ایک خاص طریق اور زاویہ سے فضا میں پھینک کر پرندوں وغیرہ کا شکار کیا جاتا ہے۔ اس ہتھیار کی ایک خوبی یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ جس جگہ سے پھینکا جائے وار خالی جانے کی صورت میں یہ ایک دائرہ کی شکل میں گھومتا ہوا واپس اسی جگہ آتا ہے جہاں سے اسے پھینکا گیا تھا۔ تاہم اس کے لئے ایک خاص رخ، خاص زاویہ اور ہوا کا رخ بھی مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس ہتھیار کو چند مرتبہ فضا میں پھینکا۔

اسی (Hotel) Lodge کے ایک احاطہ میں چند جانور رکھے گئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہوٹل کی مالکہ کی درخواست پر یہ جانور بھی دیکھے۔ ان جانوروں میں Ostriches، Alpacas، Uamas بھی شامل تھے۔ حضور انور نے اس Rural ایریا میں جانور رکھنے اور ان کو خوراک اور افزائش کے بارہ میں ہوٹل کی مالکہ سے مختلف امور دریافت فرمائے۔

Local News Media کی ایک نمائندہ بھی صبح سے ہی حضور انور کی تصویر کھینچنے کے لئے ہوٹل پہنچی تھی۔ اس نمائندہ نے حضور انور کی تصاویر بنائیں اور حضور انور سے پوچھا کہ آپ کو یہ جگہ کیسی لگ رہی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بڑی اچھی جگہ ہے۔ اچھا ماحول ہے۔ ابورجنیز کی طرف سے خوش آمدید کئے جانے کے سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ اس نے جو روایتی طریق سے پیش کیا ہے وہ سارا دیکھا ہے، اچھا ہے۔

اس کے بعد پروگرام کے مطابق سوا دس بجے حضور انور یہاں سے جماعت احمدیہ برسبین (Brisbane) کے سنٹر مرکزی مشن ہاؤس کے لئے روانہ ہوئے اور پندرہ منٹ کے سفر کے بعد حضور انور مشن ہاؤس پہنچے جہاں جماعت احمدیہ برسبین کے احباب مرد و خواتین اور بچوں نے اپنے صدر جماعت عبداللطیف مقبول صاحب کی قیادت میں بڑے والہانہ انداز میں نعرے لگاتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔ بچے اور بچیاں اپنے ہاتھوں میں لوائے احمدیت اور قومی جھنڈا لہراتے ہوئے۔ استقبالیہ نغمات پڑھ رہی تھیں۔ استقبال کرنے والوں میں جماعت Bundaberg اور Rock Hampton سے آنے والی فیملیز بھی شامل تھیں۔ دو بچوں نے حضور انور کو پھول پیش کئے۔ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے اپنی عاملہ کی ممبرات اور عہدیداران کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کو خوش آمدید کہا۔

بیت المسرور کا افتتاح اور ملاقاتیں

دس بجکر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے اس سنٹر بیت المسرور کا افتتاح فرمایا اور تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔

جماعت احمدیہ برسبین کا یہ سنٹر برسبین شہر کے سنٹر سے 40 کلومیٹر باہر Beaudesert Shire Council کے علاقہ Stockleigh میں واقع ہے۔ اس قطعہ زمین کا کل رقبہ 10 ایکڑ ہے جو فروری 1999ء میں خریدا گیا تھا۔ جماعت کو اس قطعہ زمین پر 286 مربع میٹر کا ایک ہال تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ یہ ہال نمازوں وغیرہ اور مختلف فنکشنز کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مشن ہاؤس، گیسٹ ہاؤس اور دفاتر، لائبریری وغیرہ بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ پختہ کار پارک بھی تعمیر کیا جاچکا ہے۔ اب مسجد کی تعمیر کے لئے کارروائی ہورہی ہے۔

فیملی ملاقاتیں

اس کمپلیکس کے افتتاح کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے گئے۔ جہاں فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ملاقات کرنے والوں میں برسبین کی جماعت کے علاوہ Bundaberg جماعت سے پانچ صد کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے اور Rock Hamption سے سات صد کلومیٹر کا سفر کرکے احباب اور فیملیز برسبین پہنچی تھیں۔

مخالفین احمدیت کے ظلم وستم سے ستائی ہوئی اور اپنے ہی وطن سے بے وطن ہوکر، اپنے عزیزوں اور پیاروں کو چھوڑ کر، اس دور کے خطہ زمین میں آ بسنے والی شہدائے احمدیت کی فیملیز ان کی بیویوں اور بچوں نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بھی بنوائیں۔ آج کُل 71 فیملیز کے 290 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت سب سے پہلے شہدائے احمدیت اور اسیران راہ مولیٰ کی فیملیز کو شرف ملاقات بخشا۔ اس دور کے دیس میں پیارے آقا سے ملاقات ان سب کے لئے بے انتہا برکتوں اور تسکین قلب کا موجب بنی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام پونے دو بجے تک جاری رہا۔ ملاقاتوں کے بعد دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مشن ہاؤس سے ملحقہ ہال میں تشریف لاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے مستورات کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے اپنے پیارے آقا کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

مشن ہاؤس کے احاطہ میں ہی ایک مارکی لگا کر صدر صاحب جماعت احمدیہ برسبین مکرم عبداللطیف مقبول صاحب نے اپنے بیٹے عطاء الرحمٰن صاحب کے ولیمہ کی دعوت کا انتظام کیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس تقریب میں شمولیت فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ بعدازاں حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق مجلس عاملہ جماعت برسبین، مجلس عاملہ جماعت Bundaberg، مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ برسبین اور مجلس انصاراللہ برسبین نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد حضور انور نے مبلغ سلسلہ برسبین کی رہائش گاہ کا معائنہ فرمایا۔

ایڈیلیڈ روانگی

پروگرام کے مطابق برسبین سے Adelaide کے لئے روانگی تھی۔ احباب جماعت برسبین اور دوسری جماعتوں سے آئے ہوئے احباب نے حضور انور کو الوداع کہا۔ اس موقع پر بچوں اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں پڑھیں۔ حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور ساڑھے چار بجے یہاں سے برسبین ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی اور برسبین شہر سے گزرتے ہوئے پانچ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایئرپورٹ پہنچے۔ امیگریشن سے ہوتے ہوئے حضور انور VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے اور یہاں کچھ دیر قیام کے بعد حضور انور جہاز پر سوار ہوئے۔ Qantas Air کی پرواز QF665 ساڑھے چھ بجے برسبین سے Adelaide کے لئے روانہ ہوئی۔

Adelaide جنوبی آسٹریلیا کا مرکزی شہر ہے۔ اس شہر کی سڑکیں بہت کھلی ہیں اور بعض جگہ پر سڑکوں کو اردگرد سے مختلف پارکوں نے گھیرا ہوا ہے۔ اس عظیم شہر نے اپنی ماضی کی ثقافت کو محفوظ رکھا ہے۔ اس شہر کی تعمیر سے قبل باقاعدہ پلاننگ کی گئی پھر شہر تعمیر ہوا۔ اس لئے اس کی سڑکیں اور گلیاں سیدھی ہیں اور ایک منظّم طریق سے مکانات کی تعمیر ہوئی ہے۔ یہ شہر دلکش اور قدرتی مناظر پر مشتمل ہے۔ اس شہر کے ایک طرف پہاڑیاں ہیں اور دوسری طرف سمندر ہے۔ اس شہر کی سی Sea پورٹ اور ایئرپورٹ دونوں انٹرنیشنل ہیں۔

یورپین ممالک سے سزا یافتہ لوگ لاکر آسٹریلیا میں آباد کئے گئے تھے لیکن اس شہر کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہاں ایسے لوگ آباد نہیں کئے گئے بلکہ شروع سے ہی غیر سزا یافتہ لوگوں سے اس شہر کی آبادی شروع ہوئی جو اب ایک ملین کے لگ بھگ ہے۔

Adelaide کے مقامی وقت کے مطابق ساڑھے آٹھ بجے قریباً اڑھائی گھنٹہ کی پرواز کے بعد جہاز Adelaide انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ جونہی حضور انور جہاز سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت ایڈیلیڈ ڈاکٹر منیر احمد عابد صاحب نے اپنی عاملہ کے ممبران اور احباب جماعت کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ صدر لجنہ ایڈیلیڈ نے اپنی چند عہدیداران کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کا استقبال کیا اور دو بچیوں نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھول پیش کئے۔ Adelaide کا وقت Sydney کے وقت سے نصف گھنٹہ پیچھے ہے۔

ایئرپورٹ سے روانہ ہوکر نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ ہوٹل "The Oaks" پہنچے۔ مقامی جماعت نے سٹی سنٹر کے اس ہوٹل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور وفد کے ممبران کی رہائش کا انتظام کیا تھا۔ یہ ہوٹل ایئرپورٹ سے پندرہ منٹ کی مسافت پر ہے۔ ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی ہوٹل میں نماز کے لئے مخصوص کئے گئے ایک کمرہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

23 / اپریل 2006ء بروز اتوار:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہوٹل "The Oaks" میں نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

صبح نو بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے جماعت احمدیہ ایڈیلیڈ کے سنٹر کے لئے روانہ ہوئے۔ ہوٹل سے اس سنٹر کا فاصلہ 46 کلومیٹر ہے۔ ساڑھے دس بجے حضور انور احمدیہ سنٹر ایڈیلیڈ پہنچے جہاں ایڈیلیڈ جماعت کے احباب، مستورات نے پُرجوش نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا اور بچوں، بچیوں نے مل کر کورس کی شکل میں دعائیہ نظمیں پڑھیں۔ یہ بچے اپنے ہاتھوں میں لوائے احمدیت اور ملک کا قومی پرچم لئے ہوئے اور مسلسل لہرا کر اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ حضور انور کا استقبال کرنے والوں میں ایک ابورجینز فیملی بھی تھی جس نے اپنے روایتی انداز میں حضور انور کا استقبال کیا۔

ایڈیلیڈ سنٹر

ایڈیلیڈ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو شہر سے باہر نومبر 2005ء میں Aldinga کے علاقہ میں ایک بہت پُرفضا مقام پر بیس ایکڑ کا قطعہ زمین خریدنے کی توفیق ملی ہے۔ اس زمین کے ایک طرف پہاڑی سلسلہ ہے تو دوسری طرف چند کلومیٹر کے فاصلہ پر سمندر ہے۔ یہ سارا علاقہ سرسبز و شاداب ہے۔ یہ قطعہ زمین زیتون کے پودوں سے بھرا ہوا ہے اور اچھا منظر پیش کرتا ہے۔ اس میں ایک مکان اور ایک گیسٹ ہاؤس بنا ہوا ہے درمیان میں ایک ہال بھی ہے۔ یہ عمارت پہلے سے ہی تعمیر شدہ ہے۔ اس زمین کے دائیں اور بائیں 10,10 ایکڑ زمین احمدی احباب کی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس قطعہ زمین میں Mandarin اور Mulberry کے پودے لگائے۔ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے بھی Mulberry کا پودا لگایا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

انفرادی واجتماعی ملاقاتیں

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتر تشریف لائے جہاں جماعت احمدیہ ایڈیلیڈ کی فیملیز کی اور انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ برسبین کی طرح ایڈیلیڈ شہر میں بھی شہدائے احمدیت اور اسیران راہ مولیٰ کے خاندان آباد ہیں۔ ان سبھی نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بنوائیں۔ آج مجموعی طور پر 61 فیملیز کے 261 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف پایا اور تصاویر بنوائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازوں کے لئے تیار کی گئی مارکی میں تشریف لاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اس جگہ تشریف لے گئے جہاں کھانا تیار ہو رہا تھا۔ حضور انور نے منتظمین سے دریافت فرمایا کہ کیا پکایا ہے۔ منتظمین نے بتایا کہ پلاؤ بنایا ہے، چکن کا سالن ہے اور زردہ ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا۔ آلو گوشت پکانا چاہئے تھا جو لنگرخانہ کا سالن ہے۔ حضور انور نے پکا ہوا کھانا دیکھا اور بعدازاں اس عمارت کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

تین بجکر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور اس علاقہ کی تصاویر بنائیں اور ویڈیو بھی بنائی۔

زیتون کا باغ

حضور انور نے کچھ دیر کے لئے زیتون کے باغ میں چہل قدمی فرمائی اور منتظمین سے زیتون کے مختلف پودوں اور ان پر آنے والے پھل کی مقدار اور سائز کے بارہ میں گفتگو فرمائی۔ زیتون کا یہ پھل بالکل تیار تھا اور اب اس کو اتارنے کا پروگرام ہے۔ حضور انور نے صدر صاحب جماعت کو ہدایت فرمائی کہ وقار عمل کے ذریعہ اس باغ کو Maintain رکھا جائے اور اس کا پھل وغیرہ اتارا جائے۔ اس طرح جماعت کے اس مرکز سے احباب کا رابطہ رہے گا اور لوگ آتے رہیں گے۔ حضور انور نے فرمایا اس جگہ کو خوبصورت بنائیں اور آباد کریں اور یہاں باقاعدہ مسجد اور مشن ہاؤس وغیرہ بنائیں اور شہر کے اندر بھی جماعت کا سنٹر بنائیں۔

تقریب آمین

اس کے بعد تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے تین بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا۔

سڈنی کے لئے روانگی

ایڈیلیڈ سے واپس سڈنی (Sydney) روانگی کا وقت قریب آرہا تھا۔ بچیاں الوداعی دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ بڑے چھوٹے مرد وخواتین قطاروں میں کھڑے تھے لیکن ان کی نظریں اپنے پیارے آقا کے چہرہ مبارک پر مرکوز تھیں وہ ان آخری لمحات میں دیدار کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے بچیوں کے پاس کھڑے رہے جو الوداعی نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد تین بجکر پینتالیس منٹ پر ایڈیلیڈ کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔

ایڈیلیڈ کے خوبصورت اور دیدہ زیب شہر کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے چار بجکر پچاس منٹ پر ایئرپورٹ آمد ہوئی۔ بورڈنگ کارڈز کے حصول کا کام پہلے ہی مکمل ہوچکا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ VIP لاؤنج میں تشریف لے آئے اور کچھ دیر کے لئے یہاں قیام فرمایا۔

ساڑھے چھ بجے حضور انور جہاز پر سوار ہوئے۔ آسٹریلین ایئرلائن Qantas Air کی پرواز QF766 اپنے وقت پر چھ بجکر چالیس منٹ پر ایڈیلیڈ سے سڈنی کے لئے روانہ ہوئی اور ایک گھنٹہ چالیس منٹ کے سفر کے بعد سڈنی کے مقامی وقت کے مطابق سات بجکر پچاس منٹ پر جہاز سڈنی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔

ایئرپورٹ سے مسجد بیت الھدیٰ سڈنی کے لئے روانگی ہوئی۔ راستہ میں سڈنی شہر کے درمیان میں آئے ہوئے اور اس کو دو حصوں میں بانٹنے والے سمندر کے کنارے پر کچھ دیر کے لئے رکے۔ یہاں سے سمندر کے اوپر 134 میٹر بلند اور ایک کلومیٹر لمبا پل تعمیر کرکے شہر کے دونوں حصوں کو ملایا گیا ہے۔ رات کے وقت سڈنی شہر کا یہ مرکزی علاقہ اپنی بلند و بالا عمارتوں کے ساتھ روشنیوں سے جگمگا رہا ہوتا ہے۔ ایک کلومیٹر لمبا پل بھی رنگا رنگ کی روشنیوں کے باعث دلہن کی طرح سجا ہوا نظر آتا ہے۔ ان روشنیوں کے جال میں یہاں سے گزرتے ہوئے بحری

جہاز اور کشتیاں بہت خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔

یہاں کچھ دیر کے لئے ٹھہرنے کے بعد آگے مسجد بیت الھدیٰ کے لئے روانگی ہوئی اور نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد پہنچے۔ احباب جماعت مرد و خواتین بچے، بوڑھے اپنے پیارے آقا کی آمد کے منتظر تھے۔ بچیاں کورس کی شکل میں نغمات پڑھ رہی تھیں اور ایک بار پھر اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائش گاہ پرتشریف لے گئے۔

سوا نو بجے حضور انور نے مسجد بیت الھدیٰ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے جائے قیام پرتشریف لے گئے۔

24/اپریل 2006ء بروز سوموار:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الھدیٰ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پرتشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ آج آسٹریلیا میں قیام کا آخری دن تھا۔ جماعت نے سڈنی شہر میں بعض مقامات کے وزٹ کا پروگرام بنایا تھا۔ سوا بارہ بجے حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور سڈنی شہر کے لئے روانگی ہوئی۔

اوپیرا ہاؤس کی سیر

ایک بجے حضور انور سڈنی شہر اور آسٹریلیا کی اپنے ڈیزائن اور فن تعمیر کے لحاظ سے منفرد اہمیت کی حامل عمارت اوپیرا ہاؤس (Opera House) پہنچے۔ جہاں اس عمارت کے ایک پروٹوکول آفیسر اور سینئر گائیڈ نے حضور انور کا استقبال کیا۔ یہ گائیڈ دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے سربراہان مملکت کو اس عمارت کا وزٹ کرواتا ہے۔ آسٹریلیا کی سرزمین پر یہ انوکھی عمارت کھلے ہوئے پھول کی پتیوں یا سمندر میں پائی جانے والی سیپیوں کی شکل میں تعمیر کی گئی ہے۔ اس عمارت کی تعمیر کے لئے ایسے قطعہ زمین کا انتخاب کیا گیا ہے جو سمندر میں اندر تک گیا ہوا ہے۔ اس طرح یہ عمارت تین اطراف سے سمندر کے اندر واقع ہے۔

سڈنی اوپیرا ہاؤس کا جب نقشہ تیار ہو کر پیش کیا گیا تو اس وقت انجینئرنگ کے لحاظ سے اس کی تعمیر ممکن نہیں تھی۔ آخرکار 1961ء میں اس کی تعمیر کا مسئلہ نقشہ پیش کرنے والے ڈینش آرکیٹیکٹ Joru Utzon نے حل کیا۔ یہ عمارت دور سے اس طرح نظر آتی ہے جیسے سمندر سے نکلنے والی مختلف سیپیوں کو اکٹھا کر کے ایک خاص زاویہ سے ایک جگہ رکھ دیا گیا ہو۔ یہ عمارت 102 ملین آسٹریلین ڈالرز میں تعمیر ہوئی اور پانچ چھوٹے بڑے Theatres کے علاوہ ایک ہزار کمروں پر مشتمل ہے۔ یہ عمارت 185 میٹر لمبی اور 120 میٹر چوڑی ہے اور اس کی اونچائی 66 میٹر ہے۔

گائیڈ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس عمارت کا تاریخی پس منظر بتایا اور مختلف معلومات مہیا کیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی گائیڈ سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔ گائیڈ نے حضور انور کو مختلف سٹوڈیوز اور ہال دکھائے جس میں مختلف تقریبات بھی ہوتی ہیں اور پروگرام بھی تیار کئے جاتے ہیں۔ سب سے بڑے ہال اور تھیٹر میں 2700 افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ اندر جا کر یوں لگتا ہے کہ کسی نئی دنیا میں آ گئے ہیں۔ یہاں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں سیاح وزٹ کے لئے آتے ہیں۔

حضور انور نے گائیڈ سے دریافت فرمایا کہ اس عمارت کی عمر کتنی ہے جس پر گائیڈ نے بتایا کہ 300 سال ہے۔ گائیڈ نے بتایا کہ اس کی چھتوں میں جو مضبوط لوہا اور سٹیل استعمال ہوا ہے اس کی لمبائی 350 کلومیٹر ہے اور 150 ٹن کنکریٹ استعمال ہوا ہے۔

Opera House کے چالیس منٹ کے وزٹ کے بعد اسی عمارت کے ایک حصہ میں حضور انور ایدہ اللہ نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور باہر تشریف لائے اور باہر سے اس عمارت کی خوبصورتی اور فن تعمیر کو دیکھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت قافلہ کے ممبران اور ساتھ آنے والے مقامی احباب کی تصاویر بنائیں اور بعد میں سب ممبران کو اپنے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت عطا فرمائی۔

سڈنی ہاربر برج

اس عمارت کے سامنے ہی سمندر پر "Sydney Harbour Bridge" ہے۔ یہ پل بھی فن تعمیر کے لحاظ سے ایک شاہکار ہے اور سڈنی شہر کی ایک علامت ہے۔ سطح سمندر سے اس پُل کی بلندی 134 میٹر ہے اس کے نیچے سے بڑے بڑے بحری جہاز گزرتے ہیں۔ اس پُل کی لمبائی ایک کلومیٹر ہے اور چوڑائی 50 میٹر ہے۔ اس پُل پر ٹریفک کے آنے جانے کے لئے آٹھ Lane بنائی گئی ہیں۔ ٹرین کے آنے اور جانے کے لئے ریلوے ٹریک اس کے علاوہ ہے۔

1815ء میں Francis Greenway نے سڈنی شہر کے شمالی اور جنوبی ساحلوں کو آپس میں ملانے کے لئے اس پُل کی تجویز پیش کی تھی۔ 1900ء میں اس کے لئے نقشوں کی تیاری کا کام شروع ہوا اور 1922ء میں اس کی تعمیر کے لئے ایک انگریزی فرم کو ٹھیکہ دیا گیا۔ 1924ء میں اس کی تعمیر شروع ہوئی اور ایک ہزار چار سو آدمیوں کی آٹھ سال کی مسلسل محنت اور کوشش کے بعد 4.2 ملین ڈالرز کے اخراجات سے اس پُل کی تعمیر مکمل ہوئی۔

اس پُل کی تعمیر کے دوران 60 لاکھ ہاتھوں سے لگائی جانے والی Rivets اور 53 ہزار ٹن سٹیل (لوہا) استعمال کیا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف جگہوں سے اس پُل اور Sydney Harbour کا نظارہ کیا اور تصاویر بھی بنائیں۔

منتظمین نے سمندر کے کنارے پر "Aria Resturant" میں دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا تھا۔ اس ریسٹورنٹ سے سڈنی ہاربر اور آنے جانے والے بحری جہازوں اور کشتیوں کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔

رائل بوٹینک گارڈن

یہاں سے فارغ ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز "Royal Botanic Gardens" تشریف لے گئے اور قریباً ایک گھنٹہ اس باغ میں پیدل سیر کی۔ قسم ہا قسم کے درختوں اور رنگا رنگ کے خوبصورت اور دلکش پھولوں سے سجا ہوا یہ وسیع وعریض باغ بھی سمندر کے کنارے پر واقع ہے۔ اس باغ میں چائے وغیرہ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے سمندر کے کنارے پر کچھ دیر کے لئے قیام فرمایا اور چائے نوش فرمائی۔

آسٹریلیا میں سفید رنگ اور زرد کلغی والا طوطا پایا جاتا ہے۔ یہ طوطے سینکڑوں کی تعداد میں اس باغ میں موجود تھے اور سمندر کے کنارے پر بنی ہوئی چند فٹ اونچی دیوار پر آ کر بیٹھتے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان پرندوں کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے Sunflower (سورج مکھی) کے بیج کھلائے۔ یہ مختلف پرندے باری باری حضور انور کے قریب آتے اور حضور انور کی ہتھیلی میں رکھے ہوئے بیج کھاتے۔ یہ پرندے چند سیکنڈوں کے اندر ہی بیج کا چھلکا علیحدہ کر کے نیچے پھینکتے جاتے اور مغز کھا لیتے۔ ان کا بیج کا مغز کھانے اور چھلکا علیحدہ کرنے کی رفتار اتنی تیز تھی کہ یوں لگتا تھا کہ کوئی مشین چل رہی ہے جو چھلکوں کو علیحدہ کرتی جا رہی ہے۔ اس سیر کے دوران Botanic Gardens میں بسیرا کرنے والے ان پرندوں نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقتوں سے حصہ پایا۔ قریباً ایک گھنٹہ کی پیدل سیر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس باغ سے باہر تشریف لائے اور اس جگہ سے واپس مسجد بیت الھدیٰ کے لئے روانگی ہوئی۔ سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بیت الھدیٰ پہنچے اور اپنی رہائش گاہ پرتشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

پونے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور تین فیملیز کو شرف ملاقات بخشا۔

لائبریری کا معائنہ

اس کے بعد حضور انور نے جماعت کی لائبریری کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور نے لائبریری کے انچارج نیشنل سیکرٹری اشاعت کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم بولڈ کے جو تراجم موجود نہیں ہیں وہ منگوائیں اور تراجم مکمل کریں۔

حضور انور نے فرمایا: صحاح ستہ کی بھی تمام جلدیں لائبریری میں ہونی چاہئیں۔ نیز فرمایا سیرۃ النبی ﷺ پر جو جماعتی کتب موجود ہیں وہ بھی رکھیں اور سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر شائع ہونے والی تمام جماعتی کتب بھی لائبریری میں رکھیں۔ فرمایا: ان کتب کے کم ازکم دو دو سیٹ ہونے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر کے سیٹ بھی رکھیں اور مکمل کریں۔ اسی طرح فضل عمر فاؤنڈیشن نے جو کتب شائع کی ہیں وہ منگوائیں اور قادیان سے شائع ہونے والی کتب بھی منگوالیں۔

حضور انور نے فرمایا: روزنامہ الفضل ربوہ اور الفضل انٹرنیشنل لندن کی علیحدہ فائلیں بنائیں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ایک کمپیوٹر رکھیں اور ڈسک میں سارا ریکارڈ ہو۔

حضور انور کو منتظمین نے بتایا کہ اس لائبریری میں اس وقت 119 زبانوں میں 2616 کتب ہیں۔ اس لائبریری میں موجود انگلش، اردو اور عربی ڈکشنریز کی تعداد 37 ہے۔

لائبریری کے معائنہ کے بعد انچارج صاحب لائبریری نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لائبریری کا نام رکھنے کی درخواست کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت لائبریری کا نام ''حسن موسیٰ لائبریری'' رکھا۔

حضور انور نے لائبریری کا یہ نام حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب کے نام پر رکھا ہے۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعود کے صحابی تھے اور 1903ء میں آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کے قیام کا آغاز آپ کے ذریعہ ہوا۔

آخر پر لائبریری کے سٹاف نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

لائبریری کے معائنہ کے بعد ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الھدیٰ میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پرتشریف لے گئے۔

25/اپریل 2006ء بروز منگل:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الھدیٰ'' تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پرتشریف لے گئے۔

آسٹریلیا سے روانگی

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ آج آسٹریلیا کا دورہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا اور آسٹریلیا سے جزائر فجی کے لئے روانگی کا دن تھا۔ احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد صبح سے ہی بیت الذکر کے احاطہ میں جمع تھی۔ سڈنی کی جماعتوں کے علاوہ بعض دوسری جماعتوں سے بھی احباب حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے پہنچے تھے۔ یہ سبھی لوگ مرد وخواتین اور بچے بچیاں دو رویہ قطاروں میں اپنے آقا کے انتظار میں کھڑے تھے۔ روانگی کے لمحات قریب آ رہے تھے۔ بچیاں الوداعی دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ ان سب لوگوں کے لئے یقیناً اداسی کا ماحول تھا۔ بعض نے تو اپنی آنکھوں پر ضبط کر رکھا تھا۔ جو نہ کر سکے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور احباب کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا، اجتماعی دعا کروائی اور احباب جماعت کے پُرجوش نعروں کے جلو میں سڈنی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ Kingsford Smith کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور انور کی گاڑی چلتی رہی اور احباب پیچھے سے مسلسل اپنے ہاتھ ہلاتے رہے۔

گیارہ بجکر پچاس منٹ پر ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی، حضور انور کی ایئرپورٹ پر آمد سے قبل سامان کی بکنگ، بورڈنگ کارڈ کے حصول اور امیگریشن کی کارروائی مکمل ہوچکی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایئرپورٹ پر الوداع کرنے کے لئے آنے والے احباب اور عہدیداران کو اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے السلام علیکم کہا اور VIP لاؤنج میں تشریف لے آئے۔

حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے مکرم امیر صاحب آسٹریلیا، صدر صاحب خدام الاحمدیہ، صدر صاحب انصاراللہ بعض دیگر عہدیداران کے ساتھ VIP لاؤنج تک ساتھ آئے۔ مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا اور اہلیہ صاحبہ امیر جماعت آسٹریلیا، حضرت بیگم صاحبہ کو الوداع کہنے کے لئے VIP لاؤنج تک ساتھ آئیں۔ ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے امیر صاحب آسٹریلیا محمود احمد شاہد صاحب جہاز کے دروازہ کے قریب تک حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے آئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:-

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت امام راغب اصفہانیؒ

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ مارچ 2005ء میں حضرت امام راغب اصفہانیؒ کے بارہ میں مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت امام راغبؒ کا نام حسین بن محمد بن مفضّل اور کنیت ابوقاسم ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری سالوں اور وفات کے بعد عظیم الشان شہرت پائی جو آپ کی ہمہ گیر اور کثیر المنافع کتب کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ یہ کتب آپ کی تبحر علمی، وسعتِ نظر، تعصّب سے مبرّا، عالی حوصلگی اور تمام اسلامی و علمی موضوعات سے گہری واقفیت پر دلالت کرتی ہیں۔ تاہم آپ کی ولادت، مقام ولادت اور ابتدائی تعلیم و تربیت کے متعلق کوئی معین بات کتبِ تاریخ وسوانح میں نہیں ملتی۔ اس کا سبب یہ بھی ہے کہ چونکہ آپ نے حاکموں کے دربار سے تعلق نہ رکھا اس لئے آپ کے ابتدائی حالات مشہور اور محفوظ نہ ہوئے۔

آپ کی نسبت اصفہان شہر کی طرف ہے جو علماء کا مرکز تھا اور بہت سے ائمہ حدیث و تاریخ اور ہر فن کے بڑے قابل قدر علماء اس علاقہ میں پیدا ہوئے یا یہاں سکونت اختیار کی۔ اس لئے قیاس ہے کہ آپ نے اسی شہر اصفہان میں تعلیم و تربیت پائی ہوگی۔ اگرچہ مختلف علوم وموضوعات پر کثیر تعداد میں آپؒ کی تصانیف کا ذکر ملتا ہے لیکن بدقسمتی سے صرف چار کتب آج دستیاب ہیں۔ یعنی (1)المفردات فی غریب القرآن۔ (2)الذریعة مکارم الشریعة (تصوف)۔ (3)تفصیل النشأتَین وتحصیل السعادتَین (اخلاقیات)۔ (4)محاضرات الأدباء ومحاولات الشعراء والبلغاء (ادب عربی)

حضرت امام راغبؒ نے ایک تفسیر بھی لکھی۔ بعض نے اس کا نام ''جامع التفاسیر'' لکھا ہے۔ جس کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ آپ اسے مکمل نہ کر سکے۔ تاہم علامہ عبد اللہ بن عمر البیضاوی (متوفی 685ھ) نے اس کا اکثر حصّہ اپنی تفسیر ''انوار التنزیل وأسرار التاویل'' میں شامل کرلیا۔ اس تفسیر کا مقدمہ تین فصول پر مشتمل اور درمیانی تقطیع کے تینتیس صفحات کا ہے۔ اور اگرچہ مختصر ہے مگر آپ کی دیگر کتب کی مانند نہایت اعلیٰ علمی منافع پر مشتمل ہے۔

آپؒ اہل سنت کے عظیم علماء میں سے اور شافعی المسلک تھے لیکن تنگ نظر اور متعصب ہرگز نہ تھے۔ کسی مسئلہ پر مختلف علماء کے اقوال بیان کر کے ان پر بحث کرتے اور پھر ان میں صحیح قول کو قبول کرتے۔ آپؒ کی ایک عظیم صفت یہ ہے کہ ''منقول'' کو ہمیشہ ''معقول'' کے ساتھ ساتھ رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے بعض علماء آپکو ''معتزلی'' سمجھ بیٹھے۔ ایک عاشقِ رسولؐ ہونے کے ناطے آپ اہل بیت سے بڑی محبت رکھتے اور اپنی کتب میں اس کا اظہار بھی کرتے جس کی وجہ سے بعض لوگ آپ کو شیعہ بھی قرار دیتے رہے ہیں۔

آپ ایک عظیم مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث، کلام، اخلاق، حکمت (فلسفہ)، شعر، لغتِ عرب، کتابت اور سابقہ علماء کے علوم سے گہری واقفیت رکھنے والے تھے۔ آپ کی کتب نے عوام وخواص میں بڑی قدر پائی۔ حتیٰ کہ امام غزالیؒ جیسا عظیم شخص آپ کے تصوف کے مضمون پر مبنی کتاب ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ اسی طرح بہت سے عظیم مسلم دانشوروں نے آپ کے کلام کی تعریف کی ہے۔ علامہ کردعلی لکھتے ہیں: ''آپؒ اس پہلو سے امتیازی شان رکھتے ہیں کہ عقل آپؒ کی تحریروں سے خوب چمکتے ہوئے جھلکتی ہے۔ اور آپؒ تمام علماء پر اس لحاظ سے فوقیت رکھتے ہیں کہ آیات قرآنیہ سے نہایت عمدہ استنباط کرتے ہیں اور پھر اس ماحصل کو عین موقعہ پر ایسی عمدگی سے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ آپ کے بیان کو ثابت کر دیتی ہے۔ آپ حکمت یعنی علمِ عقل کو شرعی احکام کے ساتھ مطابقت دینے اور اپنی کتب کو فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ نہایت سہل اور نفع مند طور پر ترتیب دینے میں اپنا نظیر نہیں رکھتے''۔

حضرت علامہ راغبؒ اپنی کتاب ''المفردات فی غریب القرآن'' کے مقدمہ میں کتاب کا تعارف کراتے ہوئے خود لکھتے ہیں: ''علوم القرآن کو حاصل کرنے کے لئے جس چیز کی سب سے پہلے ضرورت پڑتی ہے وہ قرآن کے الفاظ ومفردات کا علم ہے۔ اور قرآنی مفردات کے معانی کی تحصیل ویسی ہی پہلی اور بنیادی ضروری چیز ہے جیسے ایک عمارت بنوانے والے کے لئے سب سے پہلے اینٹوں کا حصول لازمی ہے۔ قرآن مجید نے لغتِ عربی کے ذخیرہ میں سے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ لغتِ عرب کا بہترین نچوڑ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا سب سے اعلیٰ جزو اور مغز ہیں۔ اور بقیہ وہ عربی الفاظ جو قرآن میں استعمال نہیں ہوئے وہ مستعمل الفاظ کے لئے خادم اور تفصیل کا حکم رکھتے ہیں یا جیسے ایک نہایت خوشنما اور خوش ذائقہ پھل کے اوپر چھلکا ہو یا اس کے اندر بیج ہوں۔''

مزید لکھتے ہیں: ''اس کتاب (مفردات) کی تکمیل کے بعد اگر اللہ نے چاہا اور میری عمر نے مہلت دی تو ایک ایسی کتاب تصنیف کروں گا جو مترادفاتِ قرآن (قرآن مجید کے ہم معنی الفاظ) کی تحقیق پر مبنی ہوگی۔ اس میں مَیں ان بظاہر ہم معنی الفاظ میں فرق بیان کروں گا''۔

آپ کی مطبوعہ کتب کی ایک مشترک عظمت یہ ہے کہ ان تمام کا آغاز الحمدللہ کے الفاظ سے ہوتا ہے۔

آپ کی کتاب ''مفردات'' نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء سے بھی خوب دادِ تحسین پائی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں: ''مفردات راغب عربی کی مستند لغتِ قرآن (ہے)۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی تفسیر ''تفسیر کبیر'' میں جابجا مفردات راغب سے حل لغت کے حوالے دے کر اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی توضیح فرمائی ہے اور آپ کی لطافتِ بیان اور فہم قرآن کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔

اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بالخصوص رمضان المبارک میں اپنے دروسِ قرآن میں قرآنی الفاظ کی لغت کے لئے مفردات پر بہت اعتماد فرمایا اور متعدد مرتبہ آپ کا ذکر بڑی محبت اور مدح کے ساتھ فرمایا۔ مثلاً ایک موقعہ پر فرمایا: ''حضرت امام راغبؒ کی کتاب ''مفردات راغبؒ'' ہے۔ جو سند ہیں اس پہلو سے کہ ان سے بہتر لفظوں کی کُنہ تک پہنچنے والا کوئی اور مفسّر میں نے نہیں دیکھا۔''

ایک موقعہ پر فرمایا: ''حضرت امام راغبؒ بہرحال قرآن فہمی کے لحاظ سے اور عربی الفاظ کے فہم کے لحاظ سے سب پر بالا ہیں۔ ماشاءاللہ۔''

ایک موقع پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا: ''حضرت امام راغبؒ کا دماغ اتنا روشن اور پاکیزہ ہے کہ شاذ کے طور پر انہوں نے کبھی کوئی غلطی کی ہوگی۔ ورنہ قرآن کریم کے الفاظ کے بیان میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ قرآنی الفاظ کے قرآنی آیات کے ذریعہ معانی کرتے ہیں۔ کسی لغت کی اور ضرورت نہیں۔ پس قرآنی لغت کیا ہے؟ یہ سیکھنا ہو تو حضرت امام راغبؒ سے سیکھیں۔ ہر لفظ کے قرآنی آیات کے سہارے سے معنی کرتے ہیں، اس میں غلطی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔''

قرآن مجید کا یہ عظیم خادم (حضرت امام راغبؒ) عظیم الشان خدمات سرانجام دینے کے بعد 502ھ بمطابق 1108ء میں اس دارفانی سے کوچ کرگیا۔ آپ کے مقامِ ولادت کی طرح آپ کی مقامِ وفات کا ذکر بھی نہیں ملتا۔

حضرت خالد بن زیدؓ (ابوایوب انصاری)

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ مارچ 2005ء میں مکرم سید عطاء الواحد رضوی صاحب کا مضمون بعنوان حضرت خالد بن زیدؓ شامل اشاعت ہے۔

غزوہ خیبر کے بعد آنحضرت ﷺ کی شادی حضرت صفیہؓ سے ہوئی تو پہلی رات خیمہ کے باہر ایک صحابی تلوار لئے ساری رات خیمہ کا چکر لگاتے ہوئے پہرہ دیتے رہے، صبح ہوئی، آنحضور ﷺ باہر نکلے تو پوچھا خیر تو ہے؟ کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ! میرے دل میں اس عورت کی بابت خوف پیدا ہوا کہ اس کا باپ، اس کا خاوند اور اس کے قبیلہ کے افراد قتل ہوئے ہیں اور خود نیا نیا اسلام قبول کیا ہے تو مجھے ڈر پیدا ہوا کہ کہیں آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے، اس لئے میں پہرہ دینے کے لئے چلا آیا۔ آنحضور ﷺ نے اپنے اس جانثار صحابی کے جذبات کو دیکھا تو خوش ہوکر دُعا دی کہ اے میرے خدا! جس طرح آج رات پہرہ دیتے ہوئے اس نے میری حفاظت کی ہے تو بھی اس کی حفاظت فرمانا۔

یہ جانثار اور فدائی صحابی حضرت ابوایوب خالدؓ بن زید تھے جو کہ ابوایوب انصاری کے نام سے معروف ہیں۔ آپؓ بھی ان منتخب بزرگان مدینہ میں سے ہیں جنہوں نے عقبہ کی گھاٹی میں جاکر رسول کریم ﷺ کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کیا تھا اور مدینہ واپس جاکر اپنے اہل وعیال کو بھی تبلیغ کی اور اپنی زوجہ کو اسلام کے دائرہ میں داخل کرنے کی توفیق پائی۔

الٰہی منشاء کے مطابق جب رسول کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مدینہ میں داخل ہوئے تو مدینہ کے رہنے والوں نے آپؐ کا پُرخلوص استقبال کیا اور ہر قبیلہ والا یہ کہتا کہ حضور ہمارا گھر قریب ہے آپ ہمیں یہ شرف عطا فرمائیں لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا: خَلُّوْا سَبِیْلَھَا فَاِنَّھَا مَأمُوْرَۃ کہ میری اس اونٹنی کو چھوڑ دو جہاں اس کو حکم ہوگا بیٹھ جائے گی۔ آخر حضور ﷺ کی سواری بنی مالک بن النجار کے قبیلے کے گھروں کے پاس رُک گئی۔ پھر قرعہ اندازی ہوئی جس میں حضرت خالد بن زیدؓ یعنی ابوایوب انصاریؓ کا نام نکلا اور اس طرح آپ کو رسول کریم ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ آنحضرت ﷺ آپؓ کے گھر میں تقریباً 6 مہینے تک فروکش رہے اور اس عرصہ میں حضرت ابوایوبؓ نے نہایت عقیدت مندانہ جوش کے ساتھ آپ کی میزبانی کی۔ ان کے مکان کے اوپر نیچے دو حصّے تھے۔ انہوں نے اوپر کا حصّہ آنحضرت ﷺ کے لئے مخصوص کیا لیکن آنحضور ﷺ نے اپنی اور زائرین کی آسانی کی خاطر نیچے کا حصہ پسند فرمایا۔ ایک دفعہ اتفاق سے کوٹھے پر پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا۔ چھت معمولی تھی، ڈر تھا کہ پانی نیچے ٹپکے اور آنحضرت ﷺ کو تکلیف ہو۔ گھر میں میاں بیوی کے اوڑھنے کیلئے صرف ایک ہی لحاف تھا۔ دونوں نے لحاف پانی پر ڈال دیا کہ پانی خشک ہو جائے اور حضور ﷺ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

رسول کریم ﷺ جب تک آپؓ کے پاس رہے آپؓ خود حضور ﷺ کے واسطے کھانا لے کر جاتے یا اور کوئی انصار۔ رسول کریم ﷺ تناول فرمالینے کے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء کی زینت مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک غزل سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

رہِ جاناں میں شبِ غم کی سیاہی بھی تو ہے
اور بے چارہ دل اس راہ کا راہی بھی تو ہے
آدمی کہتے ہیں آزاد بھی مختار بھی ہے
لیکن آدابِ وفا امر و مناہی بھی تو ہے
منزل عشق پہ گو دل ہے بصد شوق رواں
لیکن اک لغزش پا دل کی تباہی بھی تو ہے
حشر کے روز مَیں کیا عذر کروں میرے خلاف
زندگی بھر کے گناہوں کی گواہی بھی تو ہے

بعد باقی کھانا حضرت ابوایوب الانصاری کے پاس بھیج دیتے اور آپؓ آنحضور ﷺ کی انگلیوں کے نشان دیکھ کر وہاں سے وہ متبرک کھانا تناول کرتے۔ ایک دفعہ کھانا واپس آیا تو رسول کریم ﷺ کے انگلیوں کے نشان نہ دیکھ کر آپؓ سمجھ گئے کہ آنحضور ﷺ نے کھانا تناول نہیں فرمایا۔ آپؓ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور! آج آپ نے کھانا تناول نہیں فرمایا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! کیونکہ اس میں لہسن تھا اور میں نے اس کی ناگوار بو کی وجہ سے نہیں کھایا، فرشتوں کی ناپسندیدگی کے باعث، ہاں تم لوگ کھا سکتے ہو۔

رسول کریم ﷺ نے جب صحابہ کو رشتہ اخوت میں پرویا تو اولین داعی یثرب حضرت مصعب بن عمیرؓ کو حضرت ابوایوب الانصاری کا بھائی بنایا۔

حضرت ابوایوب الانصاریؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں دیگر اکابر صحابہؓ کی طرح برابر کے شریک رہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپؓ کی زندگی کا بیشتر حصہ جہاد میں صرف ہوا۔ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں جو لڑائیاں پیش آئیں ان میں جنگ خوارج میں بھی آپؓ شریک تھے اور حضرت علیؓ کی حمایت میں اُن کے ساتھ رہے۔ حضرت علیؓ کو بھی آپؓ پر بے حد اعتماد تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت علیؓ عراق کی طرف روانہ ہوئے اور کوفہ کو دارالخلافہ قرار دیا تو مدینہ میں حضرت ابو ایوب الانصاریؓ کو امیر مقرر فرما کر گئے۔

اس حسن خدمت اور محبت کی یادگار میں جو آپ کو آنحضرت ﷺ کی ذات سے تھی تمام اصحابؓ اور اہل بیت آپؓ سے محبت و عظمت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ، حضرت علیؓ کی طرف سے بصرہ کے گورنر تھے۔ اس زمانے میں آپؓ حضرت ابن عباسؓ کی ملاقات کو بصرہ تشریف لے گئے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ نے آنحضرت ﷺ کی اقامت کے لئے اپنا گھر خالی کر دیا تھا میں بھی آپ کے لئے اپنا گھر خالی کردوں اور پھر اپنے تمام اہل و عیال کو دوسرے مکان میں منتقل کر دیا اور مکان مع اس تمام ساز و سامان کے جو گھر میں موجود تھا آپؓ کے حوالے کر دیا۔

حضرت ابوایوب الانصاریؓ کے مجموعہ اخلاق میں تین چیزیں نمایاں تھیں یعنی حبِّ رسول ﷺ، جوش ایمان اور حق گوئی۔

رسول کریم ﷺ کے ساتھ آپؓ کو ایک محبت اور ادب کا خاص تعلق تھا جس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آنحضرتؐ جب آپ کے ہاں ٹھہرے اور نچلی منزل میں قیام فرمایا تو حضرت ابوایوب انصاری اپنے افراد کو لیکر اوپر والی منزل میں چلے گئے تو پہلی رات ساری رات جاگتے رہے۔ ایک طرف لیٹتے تو گمان آتا کہ نیچے حضورؐ سوئے ہوئے ہیں تو کہیں یہ احترام کے خلاف نہ ہو، پھر دوسری طرف چلے جاتے اور پھر وہی عاشقانہ جوش آتا تو وہاں سے تیسرے کونے میں چلے جاتے اور اس طرح ساری رات اس پاس ادب میں جاگ کر گزار دی۔

آنحضرت ﷺ کے تمام صحابہ میں ایک مشترک وصف آپؐ سے عشق تھا۔ ابوایوب الانصاری ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے روضۂ اقدس کے پاس تشریف رکھتے تھے اور اپنا چہرہ روضہ اقدس سے مس کر رہے تھے۔ اتنے میں مدینہ کا گورنر مروان آگیا۔ اس کو بظاہر یہ فعل خلاف سنت نظر آیا اور آپ سے اس فعل پر سوال کیا تو اصل اعتراض کو سمجھ کر آپ نے فرمایا کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، اینٹ اور پتھر کے پاس نہیں آیا۔

آپؓ کا جوش ایمان اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی غزوہ میں آپؓ پیچھے نہیں رہے بلکہ اسّی برس کی عمر میں بھی مصر سے بحر روم کو عبور کر کے قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد میں مصروف تھے۔ جب اس علاقہ میں عام وبا پھیلی اور مجاہدین کی بڑی تعداد اس کی نذر ہوگئی۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی بیمار ہوئے۔ یزید عیادت کے لئے گیا جو لشکر کا سپہ سالار تھا اور پوچھا کہ کوئی وصیت کرنی ہو تو فرمایئے تعمیل کی جائے گی۔ آپؓ نے فرمایا: تم دشمن کی سرزمین میں جہاں تک جاسکو میرا جنازہ لے جا کر دفن کرنا۔ چنانچہ وفات کے بعد اس کی تعمیل کی گئی تمام فوج نے ہتھیار سجا کر رات کو لاش قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے دفن کی۔ نماز میں جس قدر مسلمان فوجی تھے شامل ہوئے۔ تدفین کے بعد یزید نے مزار کے ساتھ کفار کی بے ادبی کے خوف سے اس کو زمین کے برابر کرا دیا۔

محترم چودھری غلام نبی علوی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9؍مئی 2005ء میں مکرم شریف احمد علوی صاحب اپنے والد محترم چودھری غلام نبی علوی صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ 1908ء میں ضلع ہوشیار پور کے گاؤں بجھواں میں پیدا ہوئے۔ ابھی بچے تھے اور ایک مولوی صاحب سے قرآن کریم پڑھنا شروع ہی کیا تھا کہ آپ کے والد نے چیچہ وطنی ضلع ساہیوال کے قریب زمین خرید لی اور آپ کو بھی ہمراہ لے جانے کا فیصلہ کیا۔ آپ نے یہ بات اپنے استاد کو بتائی تو وہ افسردہ لہجے میں کہنے لگے کہ ''تمہارے میاں جی زمین آباد کرنے کی بیکار تکلیف کر رہے ہیں۔ جلد ہی حضرت امام مہدی کا ظہور ہو جائے گا۔ وہ اتنے خزانے تقسیم کریں گے کہ لینے والا کوئی نہ ہوگا''۔ یہ بات آپ کے ذہن میں نقش ہوگئی۔

چیچہ وطنی کا وہ گاؤں نیا نیا بنا تھا۔ کچھ عرصہ بعد نزدیکی گاؤں میں ایک پرائمری سکول کھل گیا تو آپ زیادہ عمر ہونے کے باوجود تعلیم حاصل کرنے کے شوق میں وہاں پڑھتے رہے۔ البتہ اس کے بعد تعلیم کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ آپ کے گاؤں میں ایک احمدی باجوہ خاندان (چوہدری نذیر احمد باجوہ سابق امیر ضلع ساہیوال) کا وسیع رقبہ تھا۔ ایک دن ایک احمدی دوست نے آپ کو ''کشتی نوح'' پڑھنے کیلئے دی۔ اسے پڑھ کر آپ کو یقین ہوگیا کہ یہ کسی دنیادار آدمی کی تحریر نہیں۔

1932ء میں ایک دن آپ اپنے چھوٹے بھائی محترم عطا محمد علوی صاحب کے ہمراہ غلہ فروخت کرنے چیچہ وطنی غلہ منڈی آئے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ احمدیوں کے ساتھ مولوی صاحبان کا مناظرہ ہو رہا ہے۔ دونوں بھائی اپنی بیل گاڑی کو منڈی میں چھوڑ کر مناظرہ سننے کے لئے پہنچ گئے۔ مناظرہ کے بعد واپسی پر دونوں نے فیصلہ کرلیا اور گاؤں آکر اُس دوست سے ملے جس نے آپ کو ''کشتی نوح'' دی تھی اور اپنی بیعت کا خط لکھ دیا۔ یہاں سے ان دو بھائیوں کے لئے سخت آزمائش کا دور شروع ہوگیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ دونوں بھائیوں کو زمینوں سے بے دخل کرکے خالی ہاتھ گھر سے نکال دیا جائے گا۔ آپ کے سسرال والوں نے (ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی) رشتہ سے انکار کردیا۔ والد نے ان دونوں بیٹوں کو عاق کرنے کے لئے مشورہ شروع کر دیا۔ اس صورت حال میں دونوں نے کسی دوسرے زمیندار کی زمین پر بٹائی پر کاشت بھی شروع کر دی۔ ان کے والد کو کسی نے مشورہ دیا کہ فی الحال ان کو عاق نہ کریں اور نہ ہی گھر سے نکالیں البتہ خرچہ اور پیسے نہ دیں، صرف روٹی کے عوض آپ کو دو کام والے افراد میسر ہیں۔ ان سے کام لیتے رہیں اگر ضرورت محسوس ہوئی تو عاق بعد میں بھی کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اسی تجویز پر عمل ہوا اور دونوں بھائی اپنے والد کی زمین کے علاوہ اپنی بٹائی والی زمین پر بھی کام کرتے رہے۔ یہ زمین اگرچہ ناقص تھی تاہم دونوں کی دعا اور محنت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ریکارڈ پیداوار ہوئی۔ پھر آپ نے مونجی کی فصل بٹائی کے بعد فروخت کی۔ قادیان جلسہ کے اخراجات اور کتابوں کی خرید کے لئے رقم رکھ کر باقی ساری رقم چندے میں ادا کردی۔

گاؤں کے ایک مولوی نے ایک بار ایک پہلوان کو بلا کر کہا کہ اگر احمدیت سچی ہے تو اس پہلوان سے کشتی جیت کر دکھاؤ۔ جب آپ کو وہاں بہت زچ کیا گیا تو آپ مجبوراً تیار ہوگئے۔ کشتی شروع ہوتے ہی آناً فاناً آپ نے پہلوان کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اس بات کی آپ کو بھی سمجھ نہیں آئی کہ سب کیسے ہوگیا۔

کچھ عرصہ بعد ایک احمدی گھرانہ میں آپ کی شادی ہوگئی اور قریباً 1938ء میں آپ ضلع نواب شاہ سندھ کے ایک گاؤں میں آکر آباد ہوگئے اور ایک زرعی رقبہ خرید کر آباد کیا۔ تب تک سب بہن بھائی احمدیت قبول کرچکے تھے۔

آپ نے تربیت کی خاطر اپنی اولاد کو ربوہ بھجوا کر تعلیم دلوائی۔ اپنے بڑے بیٹے (مضمون نگار) کو پیدائش سے پہلے وقف کیا اور B.A. تک تعلیم دلوا کر جامعہ احمدیہ میں داخل کروایا۔ ہر سال جلسہ سالانہ پر آتے۔ ابتداء میں ہی وصیت کے نظام میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔ ہر تحریک میں حصہ لیتے۔ بیوت الحمد کے خصوصی معاونین کی تحریک میں ایک لاکھ روپیہ چندہ ادا کیا۔ جب تک کوٹھ امام بخش سندھ میں رہے وہاں صدر جماعت کے طور پر خدمات انجام دیں۔ مئی جون کے مہینے میں بھی گندم کی کٹائی اور گہائی میں روزے پورے کرتے۔ آپ کا شمار سندھ کے مثالی کاشتکاروں میں ہوتا تھا۔ ابتداء میں جب دُور دُور تک طبی سہولتیں میسر نہ تھیں آپ شہر سے دوائیاں وغیرہ لا کر گھر میں رکھتے اور غریب لوگوں کا مفت علاج کرتے۔ 1972ء میں حج کی سعادت حاصل کی۔

1990ء میں اپنی زمینیں بچوں میں تقسیم کرکے خود ربوہ آگئے۔ جہاں 26؍دسمبر 2004ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16؍اپریل 2005ء میں مکرم حسان الدین صاحب اپنے والد محترم حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ سابق امیر صوبہ سرحد کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ ہوتی (ضلع مردان) میں یکم ستمبر 1883ء کو پیدا ہوئے۔ جنوری 1901ء کو بذریعہ خط اور غالباً اسی سال دسمبر میں حضرت مسیح موعودؑ کی دستی بیعت کی توفیق پائی۔

آپؓ کسب معاش کے لئے لمبا عرصہ پشاور میں مقیم رہے۔ یہاں آپ گورنر سرحد کے سٹاف میں منشی اور پھر میر منشی کے عہدوں پر فائز رہے۔ اس دوران دعوت الی اللہ اور احمدیوں کی تربیت بھی کرتے رہے۔ شاعری اور ادب آپ کی فطرت میں تھا۔ آپ کی منظوم و نثری کاوشیں احمدیت کی دعوت میں بڑی ممد ثابت ہوئیں۔ آپؓ کی اسی مساعی کے نتیجہ میں میرے والد محترم میاں شہاب الدین کا کاخیل (جو کہ مشن کالج پشاور کے طالب علم تھے) نے احمدیت قبول کی اور اسی سال یعنی 14-1913ء میں کئی دوسرے حضرات مثلاً میجر جنرل احیاء الدین صاحب، خان خواص خانصاحب، خان بہادر دلاور خانصاحب کے علاوہ مزید کئی مقتدر ہستیاں بھی احمدیت میں شامل ہوئیں۔ صوبہ سرحد کے دیگر علاقوں چارسدہ، مردان، ہزارہ اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے بہت سے افراد بھی آپ کی کاوشوں سے جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ صوبہ سرحد کے بہت سے لوگوں کی جماعت احمدیہ میں شمولیت آپ ہی کی مرہون منت تھی تو غلط نہ ہوگا۔

آپؓ نے اوائل جوانی سے ہی اردو، فارسی اور پشتو زبان میں شعر کہے اور نظمیں پڑھیں اور یہ سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا۔ آپؓ کی شاعری کے دو مجموعے شائع ہوئے یعنی ''درّ عدن'' (دو جلدیں) اور ''درّ منثور''۔ نیز چند نثری مجموعے بھی شائع ہوئے مثلاً ''عاقبۃ المکذبین''، ''ظہور احمد موعودؑ'' اور ''شہداء الحق'' وغیرہ۔ آپؓ کے دل میں حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے خلفاء کے لئے عشق کا سمندر رواں تھا۔

آپؓ کی وفات اُسی مسجد میں عین جمعہ کے وقت ہوئی جس کے لئے آپؓ نے زمین مہیا کی تھی اور اس کی تعمیر میں دن رات ایک کر دیئے تھے۔

ماہنامہ ''النور'' امریکہ اپریل 2005ء میں ''نماز'' کے عنوان سے شامل اشاعت مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب کی ایک طویل نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:-

مجھے تلاشِ یار ہے ، مجھے تلاشِ طور ہے
تری نظر بہشت پر میری نظر میں نور ہے
مکانِ دل بھی دیکھ تو یہاں کوئی ضرور ہے
ادھر اُدھر ہوں ڈھونڈتا یہی مرا قصور ہے
جسے خدا نہ مل سکا اسے بھلا مجاز کیا
بھلا اسے خبر ہی کیا نشیب کیا فراز کیا
اسے پتہ نہ چل سکا ہے بندگی کا راز کیا
جسے حضور ہی نہیں پڑھے گا وہ نماز کیا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 13 Friday June 02, 2006 Issue No. 22

بقیہ: ظہور مسیح ومہدی علیہ السلام
از صفحہ نمبر 4

میں دکھائی نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر قربان جائیں کہ اس نے 1894ء میں مہدی موعود کی سچائی کے اظہار کی خاطر زمین کے مشرقی حصہ میں چاند اور سورج کے گرہن کا نشان دکھایا اور اگلے ہی سال انہیں تاریخوں میں امریکہ اور اہل مغرب کو اللہ تعالیٰ نے اس نشان کا دیدار کروایا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

﴿یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗۤ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾ (السجدہ:6)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسلام پر آنے والے تین زمانوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ فرمایا پہلا زمانہ وہ ہوگا جب اللہ تعالیٰ اپنے حکم شریعت یعنی اسلام کو آسمان سے زمین پر قائم کرتا چلا جائے گا پھر وہی حکم ایک ہزار سال میں اللہ کی طرف چڑھ جائے گا۔ یہ جو فرمایا کہ ایک ہزار سال میں آسمان پر چڑھے گا، اس کے معنی منسوخ ہونے کے نہیں ہو سکتے کیونکہ منسوخ تو ایک آیت سے ایک منٹ میں ہو جاتا ہے۔

درحقیقت اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ایک ہزار سال اسلام پر اور اہل اسلام پر انحطاط کا زمانہ ہوگا۔ زوال کی مدت ایک ہزار سال بیان کر کے اس جملہ میں دو باتیں سمودی گئیں کہ ہزار سالہ کمزوری کا زمانہ جب ختم ہوگا تو اس کے بعد جو زمانہ آئے گا وہ کمزوری کا نہیں بلکہ اسلام کی ترقی اور شوکت کا زمانہ ہوگا۔ اور پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کی دوبارہ ترقی مسیح موعود و مہدی معہود کے وجود سے وابستہ ہے۔ گویا اس آیت نے تین زمانے بتادیئے کہ پہلا زمانہ شوکت اسلام کا زمانہ ہے جس کی مدت حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تین صدیاں بیان فرمائی ہے اور دوسرا زمانہ اسلام کی کمزوری کا ہے جس کی مدت اس آیت کریمہ نے ایک ہزار سال بیان فرمائی ہے۔ تیسرا زمانہ جو زوال اسلام کے بعد آئے گا وہ شوکت اسلام یعنی مسیح موعود اور مہدی معہود کا زمانہ ہے جو تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد آئیگا۔ پس اس آیت کی رو سے چودھویں صدی کا زمانہ مسیح موعود اور مہدی معہود کا زمانہ قرار پاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ سبا میں فرماتا ہے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ قُلْ لَّکُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْہُ سَاعَۃً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (سبا:29تا31)

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھے تمام بنی نوع انسان کی طرف جن میں سے ایک بھی تیرے حلقہ رسالت سے باہر نہ رہے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو مومنوں کو خوشخبری دیتا ہے اور کافروں کو ڈراتا ہے۔ لیکن انسانوں میں سے اکثر اس حقیقت سے واقف نہیں۔ اور کفار جوش میں آکر کہہ دیتے ہیں کہ اے مسلمانو اگر تم سچے ہو تو یہ ساری دنیا تک رسالت کا پیغام دینے کا وعدہ کب پورا ہوگا؟ فرمایا تو جواب دیدے کہ اے مخالفین اسلام تمہارے لئے ایک دن کی میعاد مقرر ہے اس کے بعد یہ وعدہ پورا ہوگا۔ نہ تو تم اس سے ایک گھڑی پیچھے رہ سکو گے اور نہ ہی ایک گھڑی اس سے آگے بڑھ سکو گے۔

ان آیات میں ایک زبردست پیشگوئی کی گئی ہے کہ ایک دن کی میعاد گزرنے کے بعد پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کا عالمگیر منصوبہ شروع ہو جائیگا۔ اس ایک دن کی مہلت سے کیا مراد ہے؟ اس بارہ میں قرآن کریم بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض دن انسانی گنتی کے مطابق ایک ہزار سال کے ہوتے ہیں (سورۃ الحج:48) اور بعض دن انسانی گنتی کے مطابق پچاس ہزار سال کے ہوتے ہیں (سورۃ المعارج:5) اب ظاہر ہے کہ اس آیت میں ایک دن کی مہلت سے مراد پچاس ہزار سال تو نہیں ہو سکتے، کیونکہ احادیث نبویہ کے مطابق ہماری اس نوع انسانی کی عمر سات ہزار سال بیان ہوئی ہے۔ لہٰذا اس آیت میں بیان شدہ ایک دن کی مہلت سے مراد ایک ہزار سال ہے۔ چنانچہ اس آیت میں یہ پیشگوئی کی گئی کہ شوکت اسلام کی پہلی تین صدیاں گزرنے کے بعد اسلام اور اہل اسلام پر ایک ہزار سال کا زمانہ کمزوری کا آئے گا۔ پھر اس کے بعد کا زمانہ یعنی تیرہ سو سال کے بعد کا زمانہ مسیح موعود اور مہدی موعود کے ظہور کا زمانہ ہوگا جس کے ذریعہ پوری دنیا میں اسلام کی عالمگیر تبلیغ اور غلبہ کا منظّم پروگرام شروع ہوگا۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ہم نے تجھے ﴿وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾ (سورۃ الاحزاب: 47) یعنی ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج قرار دے کر اللہ تعالیٰ آپ کے وجود کی سورج کے ساتھ مشابہت بیان فرما رہا ہے اور اس میں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ کہ جس طرح سورج جب سے پیدا ہوا ہے اس وقت سے لے کر زمین کے فنا ہونے تک ہر زمانہ اور ہر علاقہ کے افراد کو روشنی مہیا کرتا ہے اور قیامت تک اہل زمین کیلئے اب کسی نئے سورج کی ضرورت نہیں اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود روحانیت کا سورج ہے۔ آپ کا نور اور آپ کا فیضان قیامت تک ہر زمانہ اور ہر علاقہ کے افراد کیلئے ہے۔ آپ کی بعثت کے بعد قیامت تک کسی نئے سورج یعنی کسی نئے صاحب شریعت نبی کے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ زمین گول ہے اور اپنے مدار پر چکر کھا رہی ہے۔ زمین کی گردش کے نتیجہ میں زمین کے جس حصہ پر سورج کی شعاعیں نہیں پہنچ رہی ہوتیں اس کی تاریکی دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے چاند کو پیدا کیا ہے۔ جس کی اپنی ذاتی کوئی روشنی نہیں ہے، وہ سورج سے نور لے کر خود بھی روشن ہوتا ہے اور زمین کے جس حصہ پر سورج کی روشنی براہ راست نہیں پہنچ رہی ہوتی اس حصۂ زمین کو بھی چاند سورج سے فیض پا کر روشنی دے رہا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج قرار دے کر دوسری بات یہ بیان کی گئی کہ جب انسان ہونے کی بناء پر آپ وفات پا جائیں گے اور آپ کا فیضان براہ راست لوگوں کو نہیں پہنچ رہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایسے وجود پیدا کرے گا جو چاند کی طرح آپ کے روحانی وجود سے فیض پائیں گے اور اہل زمین کو آپ کا فیض پہنچائیں گے۔ چنانچہ اسی مقصد کے حصول کی خاطر آپ نے امت کی اصلاح کیلئے ہر صدی میں ایسے مجددین کے پیدا ہونے کی خبر دی جو آپ سے فیض پا کر اصلاح امت کا فریضہ سر انجام دیں گے۔

(ابو داؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المائۃ)

پہلی رات کا چاند چھوٹا ہوتا ہے اور اگلی راتوں کا چاند آہستہ آہستہ بڑا ہوتا جاتا ہے۔ چودھویں رات کا چاند سورج سے مکمل طور پر فیض یاب ہو کر اس کا کامل عکس بن چکا ہوتا ہے۔ سو اس تمثیل میں خدا تعالیٰ ہمیں یہ سمجھا رہا ہے کہ وہ مجدد جو آپ کا کامل بروز اور کامل عکس ہوگا یعنی مسیح موعود اور مہدی موعود وہ چودھویں صدی میں چودھویں رات کا چاند بن کر طلوع ہوگا۔

چودھویں رات کا چاند سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے طلوع کر جاتا ہے۔ اسی الٰہی سنت کے مطابق چودھویں صدی کے مجدد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے چودھویں صدی شروع ہونے سے دس سال پہلے 1290ھ میں دعویٰ فرمایا۔

چودھویں کے چاند میں ایک یہ بھی خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ مشرق سے طلوع ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود بھی سعودی عرب سے مشرق یعنی سرزمین ہندوستان کی مقدس بستی قادیان میں ظاہر ہوا۔

قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج قرار دیا ہے۔ سورج قیامت کبریٰ کے آنے تک فنا نہیں ہوگا۔ لیکن سورج پر ایسا زمانہ آتا ہے کہ جب وہ اہل زمین کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اس وقت سورج موجود تو ہوتا ہے لیکن وہ لوگوں کو دکھائی نہیں دے رہا ہوتا۔ اس کے غروب ہونے کے بعد آسمان پر سرخی نمودار ہو جاتی ہے جس میں کچھ روشنی ہوتی ہے اس سرخی کو شفق کہا جاتا ہے، جو عشاء کے قریب تک رہتی ہے۔ شفق کے ختم ہونے کے بعد رات کی تاریکی بڑھتی چلی جاتی ہے اور جب رات انتہائی تاریک ہو جاتی ہے اور کامل طور پر دنیا پر چھا جاتی ہے تو اس میں چوریاں بھی ہوتی ہیں ڈاکے بھی پڑتے ہیں، قتل بھی ہوتے ہیں، سانپ اور بچھو بھی باہر آتے ہیں اور پھر اندھیرا ایسا چھا جاتا ہے کہ کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ چنانچہ یہی مضمون اللہ تعالیٰ سورۃ الانشقاق آیت نمبر 17 تا 19 میں بیان کرتا ہے۔ فرمایا ﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ﴾ (الانشقاق:17) کہ میں شفق کو یعنی سورج کے غروب ہونے کے بعد کی سرخی کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی سورج دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو جائیگا تو پھر امت پر کچھ عرصہ شفق کا آئے گا۔ شفق کا عرصہ گزرنے کے بعد امت پر رات کی تاریکیاں چھاتی چلی جائیں گی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ پہلی تین صدیاں میری امت کا بہترین زمانہ ہے اس کے بعد خرابیاں پھیلتی چلی جائیں گی۔ (بخاری کتاب الرقاق باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا والتنافس فیھا)

پس یہ تین صدیاں آپ کے زمانہ کے سورج کی صدیاں ہیں۔ تاریخ اسلام کی پہلی تین صدیاں گزرنے کے بعد شفق کا زمانہ شروع ہوگا تو آپ کا روحانی سورج غروب ہو جائیگا اور امت پر شفق کا زمانہ شروع ہوگا یعنی بے شک امت میں خرابیاں بھی ہوں گی لیکن ان خرابیوں کے باوجود بڑے بڑے اولیاء بھی جنم لیں گے۔

اس کے بعد فرمایا ﴿وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ﴾ (الانشقاق:18) کہ میں رات کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں اور اسے بھی جسے رات جمع کر لے گی۔ رات ہمیشہ اپنے اندر تاریکیاں اور خرابیاں جمع کرتی ہے۔ اس میں یہ پیشگوئی کی ہے کہ پھر اس امت پر رات کی تاریکیاں بڑھتی چلی جائیں گی خرابیاں اور فتنے دن بدن امت کو اپنی لپیٹ میں لیتے چلے جائیں گے۔

پھر فرمایا ﴿وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ﴾ (الانشقاق: 19) کہ میں چودھویں کے چاند کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

ان آیات میں کوئی جسمانی بات بیان نہیں ہو رہی کیونکہ رات کے ختم ہونے پر سورج طلوع ہوا کرتا ہے نہ کہ چودھویں کا چاند۔ اسی طرح چودھویں کا چاند روشن راتوں کے بعد طلوع کیا کرتا ہے نہ کہ تاریک راتوں کے بعد، تاریک رات کے بعد ہلال یعنی پہلی رات کا چاند طلوع کیا کرتا ہے مگر اس آیت میں فرمایا کہ رات کے بعد چودھویں کا چاند طلوع ہوگا۔ یہ فقرہ بتاتا ہے کہ اس آیت میں آئندہ کے حالات کے بارہ میں پیشگوئی کی جارہی ہے کہ اسلام پر کمزوری اور زوال کا زمانہ چودھویں کے چاند کے طلوع ہونے سے ختم ہوگا۔ چاند وہ وجود ہے جو سورج سے روشنی لے کر خود منور ہوتا اور اہل زمین کو بھی اپنے وجود کے ذریعہ سورج کا فیض پہنچا رہا ہوتا ہے۔

پس اس آیت میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی سورج سے فیض پانے والا وجود جو اسلام کی تاریک رات کے بعد آئے گا، وہ چودھویں رات کا چاند ہوگا یعنی چودھویں صدی میں ظہور پذیر ہوگا۔

دوستو! مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہم نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھا۔

اے قادیان کی سرزمین تجھے سلام کہتا ہوں، تو کتنی خوش نصیب ہے کہ تیرے اندر اس پاک وجود نے جنم لیا جس کے ذریعہ اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ نے اسلام کے دورِ خزاں کو فصلِ بہاراں میں تبدیل کر دیا۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)